بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۷ | شمارہ ۳۷

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P 67

بجام کر وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

... جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ | ۱۲ تبوک ۱۳۴۷ ہش | ۱۲ ستمبر ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ۱۰ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۴ تبوک کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کراچی میں قیام فرما ہیں۔ اور حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ اخبار الفضل میں یہ بھی اطلاع شائع ہوئی تھی کہ ۴ تبوک کے بعد حضور انور کی ڈاک ربوہ کے پتہ پر ارسال کی جائے۔

قادیان۔ ۱۰ تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

قادیان ۱۰ تبوک۔ پینگاڈی سے بذریعہ تار یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلسلہ کے دیرینہ خادم اور علاقہ جنوبی ہند کے نہایت کامیاب مبلغ محترم مولانا بی محمد عبد اللہ صاحب طویل علالت کے بعد کل مورخہ ۹ تبوک بروز سوموار وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ادارہ بدر محترم مولوی صاحب کے جملہ لواحقین سے دلی رنج و الم کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب کو اپنے خاص قرب میں جگہ دے اور آپ کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (منقش اودے بی جگ بند)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تشریف آوری پر

چمبہ (ہماچل پردیش) میں تبلیغ و تربیت کی پر لطف مجالس

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب مبلغ چمبہ (ہماچل پردیش)

ماہ جولائی و اگست کے شدید موسم گرما میں تبدیلی آب و ہوا کی خاطر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال تین چار ہفتوں کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ واپسی سے قبل آپ نے چند روز کے لئے چمبہ تشریف لانے کا بھی پروگرام بنایا۔ چنانچہ مورخہ ۱۷ اخاء (اگست) تین بجے بعد دوپہر بخیریت چمبہ پہنچ گئے۔ اگرچہ آپ کا یہ سفر بچوں کو سیر و تفریح کرانے کے لئے پرائیویٹ نوعیت کا تھا۔ تاہم آپ کا زیادہ وقت احباب جماعت کی تربیت اور دوسروں تک پیغام حق پہنچانے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں گذرا۔ اس لحاظ سے آپ کا یہ سفر اِس خطہ میں تبلیغ کی نئی راہیں استوار کرنے اور قبول حق کے لئے طبائع میں خاص اثر پیدا کر دینے کا باعث بنا۔

۱۷ اگست کو بعد دوپہر چمبہ پہنچنے پر قریب ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد آپ کا پروگرام کھجیار جانے کا بنا۔ چنانچہ آپ بذریعہ بس چار بجے چمبہ سے کھجیار روانہ ہوئے۔ یہ مقام چمبہ سے کوئی پندرہ سولہ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں ایک جھیل قابل دید ہے۔ اور اس کے علاوہ پہاڑوں اور جنگلات کے نظارے بھی دیکھنے والوں کو خوش کرتے ہیں۔ یہ جگہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو بہت پسند تھی۔ حضورؓ کئی بار وہاں تشریف لے گئے تھے۔ محترم میاں صاحب مع اہل و عیال وہاں دو راتیں اور ایک دن قیام کے بعد ۱۹ کی صبح کو واپس تشریف لائے ہوئے راستہ کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہونے کی خاطر آپ چمبہ سے کوئی آٹھ میل دور ہی بس پر سے اُتر گئے اور پیدل آنے کا پروگرام بنایا۔ آپ کے ہمراہ محترمہ بیگم صاحبہ اور آپ کی دو بڑی صاحبزادیاں بھی تھیں۔ باقی دونوں چھوٹے بچے اور خدام سیدھے چمبہ پہنچ گئے۔

دوپہر کا کھانا

اس روز دوپہر کا کھانا مکرم بابو غلام رسول صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چمبہ کے ہاں تھا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ نے انفرادی طور پر احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔ اس موقعہ پر ایک احمدی بھائی کی بعض پریشانیوں کے تذکرہ پر آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک حالیہ خطبہ جمعہ کا ذکر کیا جس میں حضور نے خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی تھی۔ اور نصیحت کی کہ آپ خدا تعالیٰ سے اس کی صفت رحمانیت کا واسطہ دیکر دُعا کریں۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دُعا کی درخواست کرتے رہیں۔

جماعت کا ہر فرد آپ سے ملاقات کر کے دلی اطمینان اور قلبی سکون محسوس کر رہا تھا۔ شام کا کھانا بھی آپ کے لئے مکرم بابو صاحب کے ہاں ہی تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر بہت سے آدمیوں نے کھانا کھایا۔ اِس دوران میں سب حاضرین نے اُس نورانی اثر و جذب کو بذاتِ خود مشاہدہ کیا جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کو بخشا گیا ہے۔ اور ہر شخص اپنا ہو یا بیگانہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ یہ الگ بات ہے کہ متعصب طبائع اور سخت دل پتھر پر موسلا دھار بارش بھی اثر نہیں کرتی۔ لیکن کسی کو اس سے انکار ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو نورانیت اِس مبارک خاندان کے ہر فرد کو عطاء فرمائی ہے اور جو تاثیر اُن کے کلام میں رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ چنانچہ میں نے چمبہ میں حضرت میاں صاحب سے ملاقات کرنے والوں میں بچشم خود مشاہدہ کیا کہ وہ لوگ جو سخت مخالف تھے آپ سے ملنے کے بعد اُن کے افکار و خیالات کی دُنیا ہی بدل گئی۔

سوامی دیا شیل

سے مختصر گفتگو کے دوران آپ نے فرمایا کہ دُنیا اس وقت عظیم تباہی کے کنارے پر ہے۔ اور ہلاکت کی طرف بڑی تیزی سے دوڑی جا رہی ہے۔ اس کو اِس تباہی سے بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ جو حیّ و قیّوم ہے، کے ساتھ مخلوق کا پختہ تعلق پیدا ہو جائے۔ اب وہی اس ہلاکت سے بچ سکتا ہے جس کا اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ پختہ تعلق ہوگا۔ اِس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اپنے حلقہ میں اِس چیز کی منادی کریں۔ ہندو اپنے حلقہ میں اور مسلمان اپنے حلقہ میں۔ غرضیکہ ہر ایک مذہب کا ماننے والا اپنے اپنے حلقہ میں اس چیز پر زور دے کہ وہ اپنے خدا سے پختہ تعلق پیدا کریں تا اُس آنے والی تباہی سے محفوظ رہیں۔ ورنہ اس عظیم تباہی میں انسانوں کے ساتھ کیڑے مکوڑے، درند و چرند بھی ہلاک ہوں گے۔ اور دُنیا ایک قیامت خیز نظارہ دیکھے گی جو ہر ایک کی آنکھ خیرہ کر دے گا۔

مورخہ ۲۰ اگست کو مکرم عبد العزیز صاحب کے ہاں آپ کی دعوت تھی جس میں مکرم ریاض الدین صاحب اے۔ ڈی۔ پی۔ ڈی۔ او۔ اور شہر کے بعض معزز حضرات کو بھی مدعو کیا گیا تھا کھانا کھانے کے دوران میں بھی آپ نے مختلف موضوعات پر اپنے ساتھ کھانے میں شریک دوستوں کو اسی امر کی طرف توجہ دیتے ہوئے زور دیا کہ نماز اور ذکر الٰہی پر زیادہ زور دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کیا جائے۔ اور باقاعدہ ایک نظام سے وابستگی پیدا کی جائے۔ لیکن نظام تب ہی قائم ہو سکتا ہے جبکہ خدا پر پورا یقین ہو۔ اس کے احکامات کی پوری پابندی کی جائے۔

موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کے لئے ایک تازہ نمونہ اور قابل تقلید شخصیت بنا کر بھیجا اور آپ کے ذریعہ ایک زندہ جماعت کا نظام قائم کروایا۔ اور آپ کی ذات سے یہ مقدر کر دیا کہ وہ پھر اس نظام کے ذریعہ اِسلام کو دیگر ادیان پر غلبہ بخشے گا۔ اور قومیں اِس چشمہ سے سیراب ہوں گی جس طرح پہلے وقتوں میں ہوئیں۔ غرضیکہ آپ سے احباب جماعت کے علاوہ دوسرے دوستوں نے ملاقات کر کے روحانی مسرت محسوس کی۔

کھانا کھانے کے بعد آپ مکرم بابو غلام رسول صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر آپ نے لمبی دُعا کروائی۔ جو پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ دُعا کے وقت ماحول نہایت پُرسکون تھا۔ دُعا کے بعد قریباً اڑھائی بجے آپ واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ نے سب حاضرین کے دِلوں میں .... ایک پُر لطف صحبت کی گہری یا دچھوڑی سبھے محبت اور اُلفت کے ساتھ الوداع کیا۔ اور اِس بات کی شدید خواہش تھی کہ کاش یہ لمحات اور زیادہ لمبے ہو جاتے۔ اور آپ کی پاک صحبت سے کچھ وقت اور سب احباب لطف اندوز ہوتے !!

آخر میں احباب کرام سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں۔ مولیٰ کریم اِس سرزمین میں آپ کے قدم مبارک کے بہترین نتائج پیدا کرے اور

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ☆☆☆★★ مورخہ ۱۲ تبوک ۱۳۴۷ ہش

شمال مشرقی ایران میں المناک زلزلہ

گذشتہ ہفتہ کے روز مورخہ ۳۱ اگست تیسرے پہر دن کے وقت یکایک شمال مشرقی ایران میں المناک زلزلہ آیا۔ جس کے سبب ۷۰۰۰ مربع میل کا علاقہ شدید طور پر لرز گیا۔ آن کی آن میں ایک لاکھ آدمی بے گھر ہو گئے کم و بیش بیس ہزار نفوس لقمۂ اجل ہو گئے۔ جبکہ پچاس ہزار شدید طور پر زخمی ہوئے۔ اس ہولناک سانحہ سے قبل کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسی خطرناک تباہی اور عبرتناک بربادی اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ دیگر زلازل کی طرح یہ زلزلہ بھی اچانک آیا۔ اور چند ہی لمحات میں ایسا المناک منظر پیش کر گیا کہ نہ صرف یہ کہ شاہ ایران اور ملکہ دیبا سے لے کر ملک کے عام باشندے تک کو سوگوار بنا دیا بلکہ اس دل خراش سانحہ سے ساری دُنیا کے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ زلزلہ آتے ہی ریڈیو کے ذریعہ ساری دُنیا میں خبر پھیل گئی۔ اور اخبارات میں تباہی کی تفصیلات شائع ہوئیں۔ روزنامہ پرتاپ جالندھر نے یکم ستمبر کی خبر میں اس زلزلہ کو قیامت کا نمونہ بتاتے ہوئے لکھا:-

"آج ایران کے مشرقی صُوبہ خراسان میں بھیانک زلزلہ سے قیامت کی سی تباہی بپا ہو گئی ہے۔ زلزلہ کا اثر ایک سو دیہات پر پڑا۔ اور اُن میں بھاری تباہی ہوئی۔ ایک اطلاع کے مطابق سارے علاقہ میں دھوئیں اور گرد و غبار کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ جو آسمان کو چھو رہے ہیں۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ خوراک، دوائیں اور دیگر ضروری اشیاء گرائی جا رہی ہیں۔ مشہد سے شروع ہو کر سارے مشرقی صُوبہ کے ہسپتال زخمیوں سے اَٹے پڑے ہیں۔ ہزاروں اشخاص ابھی تک ملبہ کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ ہزاروں مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔ کئی دیہات کا تو نام و نشان ہی مٹ گیا ہے۔"

(پرتاپ ۲ ستمبر ۱۹۶۸ء)

روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے یکم ستمبر کی خبر میں اس زلزلہ کو تباہ کن اور بھیانک زلزلہ قرار دیتے ہوئے صفحۂ اوّل پر عنوانات دیکر لکھا:-

"سینکڑوں دیہات کا نام و نشان مٹ گیا" "بعض دیہات میں انسانی زندگی کا نام و نشان نہیں رہا"

(الجمعیۃ دہلی ۲ ستمبر ۱۹۶۸ء)

اس روز کی آخری اطلاعات کا ذکر کرتے ہوئے، روزنامہ پرتاپ جالندھر نے طہران کی خبر میں لکھا:-

"سب سے زیادہ تباہی ان دیہات میں ہوئی جو روس اور افغانستان کی سرحد کے قریب واقع ہیں۔ کچھ دیہات کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ ایران کے شمال مشرقی حصہ کے دُور افتادہ علاقوں میں بھونچال کی تباہ کاریوں نے کئی مسائل پیدا کر دئے ہیں۔ اس علاقہ میں شدید سردی ہے اور پانی کی قلت ہے۔ اس لئے امدادی کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ جس مقام پر بھونچال کا پہلا شدید جھٹکا آیا تھا وہاں کم و بیش ۴۵۰۰ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔"

اسی خبر میں آگے چل کر لکھا ہے:-

"پانی کی سپلائی کا زیر زمین سسٹم مکمل تباہ ہو جانے سے بچے کھچے لوگوں کیلئے زبردست پریشانی پیدا ہو گئی ہے ابھی تک ملبہ اٹھانے کا کام جاری ہے۔ اس کام کیلئے فوج کی امداد طلب کی گئی ہے۔ آج سارے ایران میں قومی ماتم منایا جا رہا ہے۔ بھونچال سے کم از کم ایک سو قصبات اور دیہات ملبہ کا ڈھیر بن گئے ہیں۔ سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں اور آبپاشی کی نہروں نے رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔" (پرتاپ ۹/۶۸ ۲ صلہ)

عجیب بات ہے کہ چھ سال قبل یکم ستمبر ۱۹۶۲ء کو بھی ایران میں اسی طرح کا بھیانک زلزلہ آیا جس میں دس ہزار نفوس کا اتلاف ہوا۔ اس لحاظ سے اہل ایران دوہرے رنگ میں ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں اسی انسانی جذبۂ ہمدردی کے باعث اس سانحہ پر مختلف ملکوں کی طرف سے ایران کو ریلیف پہنچائی جا رہی ہے۔ چنانچہ ۲ ستمبر کی ایک خبر میں بتایا گیا تھا کہ:-

"زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے حکومتِ ہند دواؤں اور امدادی سامان سے بھرا ہوا ایک ہوائی جہاز روانہ کر رہی ہے۔ جہاز کی روانگی میں وزیراعظم مسز اندرا گاندھی خود دلچسپی لے رہی ہیں۔ حکومتِ ہند ڈاکٹروں اور نرسوں کی ایک ٹیم بھی روانہ کرنے پر غور کر رہی ہے۔" (الجمعیۃ دہلی ۹/۶۸ ۴ ص۱)

یوں تو موت فوت سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اور کسی متنفس کو اس سے مفر نہیں۔ مگر جو چیز معمول کے ماتحت آئے خواہ کیسی ہی بھیانک کیوں نہ ہو اُس کا وقوعہ دلوں میں وہ ہیبت پیدا نہیں کرتا جو غیر معمولی نوعیت کی موت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ نہ سان نہ گمان معمول کے مطابق بسی رہی آبادی کا یکایک تہہ و بالا ہو جانا۔ آن کی آن میں ایک بڑے خطّہ سے انسانی زندگی کا نام و نشان مِٹ جانا ایسا ہیبتناک سانحہ اور عبرت انگیز المیہ ہے جو ایک طرف قدرتِ قادر کا پتہ دیتا ہے اور دوسری طرف دُنیا کی بے ثباتی اور انسان کی بے بسی اور نہایت درجہ کے عجز کی مُنہ بولتی تصویر ہے۔ کاش انسان اس طرح کے آفاتِ سماوی وارضی سے عبرت حاصل کرے۔

ایران کے حالیہ المناک زلزلہ کے ذکر میں روزنامہ پرتاپ جالندھر نے جو نوٹ قلمبند کیا ہے اس کے بعض حصے خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ معاصر لکھتا ہے:-

"انسان چاند ستاروں کو چھونے لگا ہے سمندر کی گہرائیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر وہ اپنے پاؤں پوری طرح رکھنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ ایک آدمی کا دِل دُوسرے آدمی کے جسم میں لگا دینے کی اہلیت بھی اس میں آگئی ہے اس کے راکٹ اور جہاز آواز کی رفتار سے بھی تیز اُڑتے ہیں۔ کئی بیماریاں اب اُس نے بالکل ختم کر دی ہیں۔ اُس نے کئی دریا روک دئے۔ اور زمین کے اندر سے اُس کے بیش بہا خزانے نکال لئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ جائے قدرت اُسے ایک جھٹکا دے کر اس کے سپنے توڑ دیتی ہے۔

زلزلے کے ایک جھٹکے نے ہی ایران میں ۲۰ ہزار لوگوں کی جانیں لے لیں۔ اور لگ بھگ ایک لاکھ افراد کو بے گھر کر دیا۔ گاؤں کے گاؤں اِس طرح تباہ ہو گئے کہ اب وہاں ملبہ ہی ملبہ دکھائی دیتا ہے۔ ابھی تک تو اتنا بچاؤ ہوا کہ زلزلہ دِن کے وقت آیا۔ جب بہت لوگ باہر گھوم رہے تھے۔ یہ بھی بچاؤ ہو گیا کہ زلزلہ ایسے علاقہ میں نہیں آیا جہاں اونچی اونچی عمارتوں والے شہر ہوں۔ ورنہ مرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں جا پہنچتی۔ ایران کا یہ زلزلہ دُنیا کے سب سے بڑے زلزلوں میں گنا جائے گا......"

آگے چل کر لکھا:-

"اس صدی کا پہلا بڑا بھونچال دسمبر ۱۹۰۸ء میں اٹلی میں آیا۔ جس میں ۷۵ ہزار کے قریب لوگ مارے گئے۔ پھر ۱۹۱۵ء میں دوبارہ وہیں بھونچال آیا اور ۳۰ ہزار افراد مارے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں

(بقیہ صلہ پر)

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے

ملفوظاتِ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے...... نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہی تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عملِ نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکیگا۔"

(کشتی نوح صلہ ۲۶)

خطبہ جمعہ

کوشش کرو کہ اللہ تعالےٰ ہم میں اور ہماری نسلوں میں ہمیشہ اعمالِ صالح اور نورِ ایمان کو قائم رکھے

جو لوگ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے غافل ہو جاتے ہیں اُن کی نسلیں روحانی لحاظ سے تباہ ہو جاتی ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمودہ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ کے اسماء

اَلظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بھی آتے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (سورۂ حدید ع)

وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی

اس جگہ خدا تعالےٰ کو

اَلظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

قرار دینے کا وہی مفہوم ہے جو

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ نور ع ۵)

میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر جو خوبیاں اور نیکیاں کسی انسان میں پائی جائیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہیں اور باطنی طور پر جو صفائی دل میں پیدا ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے کہ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (انفال ع ۳)

جان لو کہ اللہ تعالےٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان چکر لگاتا رہتا ہے یعنی انسانی قلب میں کوئی بھی ایسا خیال پیدا نہیں ہوتا جو اللہ تعالےٰ کی نظر سے نہ گزرتا ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ انسان کی تائید میں ہو تو

شیطانی وساوس اور شبہات

اس کے ایمان کو متذبذب نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر خدائی تائید شامل حال نہ ہو تو شیطانی وساوس اس پر اثر ڈال لیتے ہیں

گویا بتایا کہ ظاہر میں جس قدر خوبیاں پائی جاتی جاہیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں اور باطنی صفائی بھی اسی کے فضل سے میسر آتی ہے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ لوگ عموماً سمجھ لیتے ہیں کہ جب ہم اچھے ہیں تو لازماً ہماری اولاد بھی قیامت تک اچھی ہی رہے گی اور اس وجہ سے وہ ان کی نیک تربیت اور

دینی تعلیم سے غافل

ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں تمام تباہیاں اور بربادیاں اسی وجہ سے ہوئی ہیں کہ لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ جب ہم اچھے ہیں تو لازماً ہماری اولاد بھی اچھی رہے گی۔ حالانکہ نہ قومی نیکیاں خدا تعالےٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہوتی ہیں اور نہ آئندہ نسلوں کی درستی اس کے فضل کے بغیر ہوتی ہے۔ اور اگر کسی وقت ہماری جماعت نے بھی اس نکتہ کو فراموش کر دیا تو اسے بھی انہی روحانی خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا جو پہلی قوموں کو پیش آئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

کہ وہ ہمیں قربانی کی توفیق دے رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ صرف اتنی قربانی کرنے پر ہم یہ کس طرح امید کر سکتے ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں سال تک خدا تعالےٰ کا سایہ ہمارے سر پر رہے گا۔ صحابہؓ نے جو قربانیاں کیں وہ اپنی ذات میں اتنی بے مثال ہیں کہ آج بھی ان کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلالؓ کے نمونہ کو ہی دیکھ لو کیا آج کوئی ایک بھی احمدی ہے جو بلال جیسا نمونہ دکھا سکے سخت گرمیوں کے موسم میں جب دھوپ خوب چمک رہی ہوتی تھی لوہے کی میخوں والے جوتے پہن کر مکہ کے لوگ بلالؓ کے سینہ پر چڑھ جاتے۔ اس پر ناچتے اور کودتے اور پھر کہتے کہ کہو خدا کے سوا بھی معبود ہیں مگر وہ یہی کہتے کہ اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ اَحَدٌ۔ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ پھر وہ ان کے

پیروں میں رسیاں باندھ کر

کھنگروں والی گلیوں میں گھسیٹتے جس سے ان کا تمام بدن پھوٹیاں ہو جاتا مگر اس کے باوجود ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ اَحَدٌ۔ اللہ اکیلا ہے اللہ اکیلا ہے ان کی یہ قربانی اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ ایک دفعہ جب کہ وہ مدینہ میں اذان دے رہے تھے کچھ نوجوانوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ بلالؓ چونکہ حبشی تھے اس لئے وہ اَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے تھے جب

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم

مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپؐ نے حضرت بلالؓ کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ مگر وہ ہمیشہ اَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے تھے کیونکہ وہ شین کا لفظ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ مدینہ کے بچے اور حدیث العہد نوجوان ان کی اذان سنتے تو اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ کہنے پر وہ ہنس پڑتے

ایک دفعہ وہ اسی طرح ہنسے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بلالؓ کے اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے پر ہنستے ہو مگر میں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ خدا عرش پر بلالؓ کے اَسْهَدُ کہنے پر خوش ہو رہا ہے۔ گویا تم جس چیز کو ہنسی اور تحقیر کا موجب سمجھ رہے ہو وہی اس کی شان کو بڑھانے والی اور اس کی عزت کو دوبالا کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس نے اس وقت اسلام قبول کیا تھا جب تمام لوگ دشمن تھے اور اسلام کے قبول کرنے پر اسے بڑی بڑی اذیتیں دیا کرتے تھے

حضرت عثمانؓ کے خلاف

جب فتنہ اٹھا اور لوگوں نے آپ کو شہید کرنا چاہا تو اس وقت حضرت بلالؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور کہا کہ اے لوگو! تم ایسا نہ کرو ورنہ خدا تعالےٰ کا تم پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکن لوگوں نے ان کی بات کی کوئی پروا نہ کی اور حضرت ابوبکرؓ کے ایک بیٹے

منتخب کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقویٰ اللہ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ۔۔۔ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ ۔۔۔ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ ۔۔۔ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی حضرت عثمانؓ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ صرف نظر اٹھا کر آپؓ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ اس جگہ ہوتا تو وہ یہ حرکت نہ کرتا۔ معلوم ہوتا ہے اس شخص کے دل میں ابھی کچھ ایمان باقی تھا اس کا ہاتھ کانپ گیا اور وہ پیچھے ہٹ گیا مگر پھر ایک اور منافق آگے بڑھا اور اس نے آپؓ کو شہید کر دیا۔ غور کرو کہ صحابہؓ کتنی بڑی قربانیاں کرنے والے انسان تھے کس طرح اسلام کی حفاظت کے لئے انہوں

دیوانہ وار اپنی جانیں قربان کیں

مگر دوسری تیسری نسل میں ہی لوگوں کے اندر ایسا بگاڑ پیدا ہو گیا کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو میدان کربلا میں شہید کر دیا۔ پس اصل خوبی یہی ہے کہ قوم کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سال تک توکل اور ایمان کی زندگی نصیب ہو اور اس کے افراد خدا تعالیٰ کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑے رکھیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے جدا ہونا انہیں گوارا نہ ہو اور جماعت میں کبھی ایسے لوگ پیدا نہ ہوں جو

عبد اللہ بن سبا کی طرح فتنہ برپا کرنے والے

ہوں یا یزید کی طرح اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ یہ لوگ اس لئے پیدا ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نہ خلافت پر سچا ایمان باقی رہا اور نہ اس کے مطابق انہوں نے قربانیاں کیں۔ اگر وہ لاکھوں سال تک ایمان اور عمل صالح پر قائم رہتے تو لاکھوں سال تک خدا تعالیٰ کی خلافت بھی ان کے شامل حال رہتی۔ لیکن چونکہ تیس سال کے بعد ہی خلافتِ راشدہ ان میں باقی نہ رہی اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہی فتنے پیدا ہونے شروع ہو گئے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نورِ ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ اور جب نورِ ایمان باقی نہ رہا تو خدا تعالیٰ نے بھی اپنی نصرت کا ہاتھ ان سے کھینچ لیا۔

آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے

کہ جہاں نورِ ایمان ہو وہاں خدا نہ ہو جہاں بھی ایمان اور عملِ صالح کا نور ہو گا وہاں خدا ضرور ہو گا اور جہاں ایمان اور عمل صالح نہیں ہے وہاں خدا تعالیٰ بھی نہیں۔ ہٹ جانے کا دیکھ لو اگر آج مسلمانوں کے اندر وہی ایمان پایا جاتا جو امام حسینؓ کے اندر پایا جاتا تھا یا

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اندر پایا جاتا تھا تو کیا وہ دنیا میں ذلیل ہوتے۔ وہ ہر جگہ غالب ہوتے اور دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج بھی مسلمانوں کے پاس بادشاہت ہے۔ مگر بادشاہت اصل چیز نہیں بلکہ

دل کی پاکیزگی اصل چیز ہے

یوں تو عیسائیوں کو بھی بادشاہت ملی ہوئی ہے مگر اس بادشاہت کے باوجود خدا تعالیٰ کی لعنتیں ان پر برس رہی ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کے پاس بھی بادشاہت ہے مگر قرآن کہتا ہے کہ داؤدؑ اور مسیحؑ کی بد دعا کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت ڈالی ہوئی ہے۔ پس بادشاہت کے ملنے پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے اور نہ خدا تعالیٰ سے بادشاہت مانگنی چاہیئے بلکہ خدا تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگنی چاہئیں کہ خدایا تو ہمیشہ ہمارا اور ہماری اولادوں کا ساتھ دے اور ہم میں

نورِ ایمان

کو قائم رکھ اور ہمیں ایسے اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرما جو دنیا و آخرت میں تیری رضا کا موجب ہوں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ جو کچھ چاہے گا ہمیں عطا فرما دے گا چنانچہ قرآن کریم نے مومنوں کو جو دعا سکھلائی ہے وہ یہی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے خدا تو ہمیں دنیا میں بھی حسنہ دے اور آخرت میں بھی حسنہ دے۔ اگر خالی دنیوی عزت ملے جس کے ساتھ اُخروی عزت نہ ہو تو وہ ایک لعنت ہوتی ہے جیسے یہود کو آجکل خالی دنیوی عزت ملی ہوئی ہے یا عیسائیوں کو صرف دنیوی عزت ملی ہوئی ہے مگر اُخروی عزت سے انہیں ذرا بھی حصہ نہیں ملا لیکن خالی اُخروی عزت بھی ایک بے ثبوت چیز ہوتی ہے۔ ثبوت والی چیز وہی ہوتی ہے جس میں دین اور دنیا دونوں اکٹھے ملیں پس رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً میں

ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے

کہ الٰہی ہمیں دنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دنیا ملے تو ہم اسے اپنی ذات کے لئے ہی استعمال نہ کریں بلکہ تیرے دین کی شوکت قائم کرنے کے لئے استعمال کریں اور تیری رضا اور خوشنودی کے لئے اسے صرف کریں۔ اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی اس کا رتبہ بڑھتا ۲۴

۲۴ ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کے ساتھ قیامت تک رہے تاکہ اس کا نام ہماری نسلیں ہمیشہ بلند کرتی رہیں وہ دنیا کیلئے ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک دوسرے سے لڑیں نہیں بلکہ دنیا ملنے پر

دین کی اور زیادہ خدمت

کریں اور ہر قسم کی عزت ملنے کے باوجود دین کی خدمت کرنے میں [illegible] کریں (الفضل ۹ جون)

افسوس

محترم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۔ ۸ تبوک ۔ بذریعہ اخبار الفضل ربوہ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور مربی محترم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل مورخہ ۲ تبوک (ستمبر) ۱۳۴۷ ہش بروز دو شنبہ صبح ساڑھے آٹھ بجے بعمر ۶۱ سال اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عشا محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھائی جس میں مقامی احباب کثرت سے شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ اور مرحوم کی نعش کو قطعہ خاص مربیان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے اجتماعی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

محترم مہاشہ صاحب مرحوم نے ۱۹۲۲ء میں پندرہ سال کی عمر میں ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ اور باوجود ہر قسم کی مخالفت کے ایمان میں استقامت اور پختگی کا مظاہرہ کیا۔ آپ کا پہلا نام یوگندر پال تھا۔ قبول اسلام کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا نام محمد عمر تجویز فرمایا۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد مرحوم نے مستقل طور پر قادیان میں ہی سکونت اختیار کی ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۰ء تک جامعہ احمدیہ قادیان میں عربی اور دینی علوم کی تحصیل مکمل کی۔ باقاعدہ طور پر مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے علاوہ آپ کو سنسکرت پر بھی عبور حاصل تھا۔ دینی علوم کی تحصیل کے بعد ۱۹۳۱ء میں آپ نے مبلغ سلسلہ احمدیہ کی حیثیت سے کام شروع کیا اس دوران میں دیگر اہم فرائض کی بجا آوری کے علاوہ متعدد تحقیقی کتب اور ٹریکٹ بھی تصنیف فرمائے۔ اور اس طرح علم کلام میں بیش قیمت لٹریچر کا مفید اضافہ کیا۔ مسلسل ۳۶ سال تک گرانقدر خدماتِ سلسلہ بجا لانے کے بعد آپ ۱۷ نومبر ۱۹۶۷ء کو صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ لیکن بعد میں بھی آپ بطور مربی سلسلہ خدمات بجا لاتے رہے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے غیر منقسم ہندوستان کے متعدد علاقوں میں بطور مبلغ، ہندو اور اچھوت اقوام تک نہایت کامیابی کے ساتھ پیغام حق پہنچایا۔ اور صدہا کامیاب مناظرے کئے۔ مرحوم تا دمِ آخر بیش بہا خدمات دینیہ بجا لاتے رہے اور اسی حالت میں اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا ۔۔۔ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے ہیں آپ کی صاحبزادی مکرم عبد الحمید صاحب غازی کی اہلیہ ہیں۔ بڑے فرزند مکرم محمد احمد صاحب انگلستان میں نائب امام کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔ باقی دو فرزند عزیز منیر احمد سلمہ اللہ اور عزیز نصیر احمد سلمہ اللہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

مرحوم کی اچانک وفات کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے پُر کر دے۔ اس موقعہ پر ادارہ بدر ان کے جملہ لواحقین سے گہرے رنج اور دلی ہمدردی کے ساتھ تعزیت کرتا ہے۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مہاشہ صاحب موصوف کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرتے ہوئے ہر طرح ان کا حامی و ناصر اور متکفل ہو۔

آمین یا ارحم الراحمین

۔ درخواستِ دعا ۔

میرے والد محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امرتسر (ا) آجکل شدید بیمار ہیں احباب سے دردمندانہ درخواست ہے کہ والد محترم کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں

رشید ظفر ۔ ٹورنٹو کینیڈا ۔

تحریکِ جدید کا ایک اہم اور بنیادی مطالبہ ـــــ سادہ زندگی

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور نائب ایڈیٹر بدر قادیان

سادہ زندگی اور اسلام

اسلام ایک کامل اور عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت سے زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی مکمل طور پر رہنمائی کرتا ہے۔ اور زندگی کے ہر پہلو میں اپنے متبعین کو میانہ روی اختیار کرنے اور افراط و تفریط کی راہوں سے مجتنب رہنے کی تلقین فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف اگر وہ یہ کہتا ہے کہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ) یعنی اپنے رب کی نعمتوں کی قدر کرو مت گرو بلکہ ان سے کما حقہٗ فائدہ حاصل کرو تو دوسری طرف وہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ) یعنی ہم نے تمہیں ایک میانہ روی اختیار کرنے والی جماعت بنایا ہے، ایسا نہ ہو کہ تم روحانیت کو ترک کر کے کلیتہً مادیت کے اسباب کی طرف جھک جاؤ۔ کیونکہ افراط و تفریط کی راہوں کو اختیار کرنا دینی جماعتوں کا کام نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا شیوہ ہے جن کا فوقی اثرات کو اپنے ذہنوں میں جاگزیں کرچکے ہوتے ہیں اسی مفہوم کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت بھی رہنمائی کرتی ہے کہ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔ یعنی اسراف اور فضول خرچی کرنے والے لوگ شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ہی منکر ہے

الغرض اسلام سے بڑھ کر کسی بھی مذہب یا تحریک نے سادہ زندگی بسر کرنے اور تکلفات سے بچتے رہنے پر اتنا زور نہیں دیا۔ حتیٰ کہ اسلام نے اپنے تمدن اور معاشرت کی اصل بنیاد ہی سادہ زندگی کو قرار دیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک انسان اپنی زندگی کو بے جا تکلفات اور غیر پسندیدہ رسم و رواج سے پاک نہ رکھے اس وقت تک وہ خوش حالی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ عبودیت کا اظہار سادگی اور میانہ روی کو چاہتا ہے۔ محنت و مشقت برداشت کرنے کی عادت سادہ زندگی کا تقاضا کرتی ہے اور ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ عیش و عشرت کی زندگی کو ترک کرنے اور سادگی کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا عملی نمونہ

مذکورہ بالا احکام قرآنی کی روشنی میں رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت انسان کامل اپنی ذات والا صفات میں سادگی و فقر کا جو عظیم الشان اور بلند معیار پیش کیا وہ رہتی دنیا تک نوع انسان کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھے گا۔ اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ کان خلقہ القرآن کی عملی تصویر اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کا جیتا جاگتا مجسمہ تھے۔ شاہ دو جہاں ہو کر بھی بوقت ضرورت اپنی جوتی خود مرمت کر لینا لباس خود صاف کر لینا اور ہر خانگی کام میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹانا، یہ سب اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھی۔ لولاک لما خلقت الافلاک کا شرف پانے کے باوجود کوئی بڑائی نہیں دکھائی بلکہ ہمیشہ ہی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا نعرہ بلند کیا اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کی اور فرمایا کُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ یعنی دنیا میں ایک غریب الوطن پردیسی کی طرح زندگی گزارو۔ حضور کی اسی اعلیٰ تربیت، عملی نمونہ اور قوت قدسیہ سے نمونہ پکڑ کر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بھی ایثار و قربانی کا ایسا فقید المثال عملی کردار پیش کیا جس نے رہتی دنیا تک زمانہ میں اپنے گہرے نقوش ثبت کر دئے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور سادہ زندگی کی ضرورت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا آج اسلام پھر غریب اور مسکین ہے۔ آج پھر اس کے لئے انہی قربانیوں کی ضرورت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے دیں خدا تعالیٰ نے نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ظل کامل کے ہاتھوں ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق مقدر کی ہے۔ مگر یہ عظیم روحانی انقلاب تبھی رونما ہو سکتا ہے جبکہ بے جا تکلفات اور غیر پسندیدہ رسم و رواج کا قلع قمع کر دیا جائے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس کی طرف مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی جماعت کو بارہا متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

> "اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت و مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔"
>
> (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳[illegible])

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:-

> "تقویٰ اختیار کرو...... اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ...... نفسانیت کا فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔"
>
> (کشتی نوح صفحہ [illegible])

اس وقت دنیا بے شمار مسائل سے دوچار ہے انہی میں سے ایک بڑا مسئلہ اقتصادیات کا ہے۔ ایک طرف دنیا میں بڑھتی ہوئی عیش پرستی ہے اور دوسری طرف عوام کی اقتصادی حالت کی نا برابری۔ اسی شدید کشمکش میں "سادہ زندگی" کے اصولوں کو اپنا لینا اور انہیں اپنے لئے ایک لائحہ عمل بنا لینا دنیا میں حقیقی امن کا ماحول پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

تحریک جدید اور مطالبہ "سادہ زندگی"

آج ہر جگہ کی حکومتیں بھی اس امر کو شدت کے ساتھ محسوس کر رہی ہیں کہ ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے عوام کو سادہ زندگی کا پابند بنائے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ گو خیالات کا یہ رخ تو اب بدلا ہے۔ قربان جائیے خدا کے اس برگزیدہ بندے پر جس نے آج سے ۴۳ سال قبل جماعت کو اس شاہراہ پر چلانے کے لئے تحریک جدید جیسی عظیم اور عظیم الشان تحریک کی بنیاد ڈالی اور جماعت کو اس طریق پر زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ حضورؓ نے تحریک جدید کے تحت جماعت سے جس قسم کی قربانیوں کا مطالبہ کیا۔ ان میں سے سب سے پہلا اہم اور بنیادی مطالبہ سادہ زندگی سے متعلق تھا۔ اس کی افادیت و اہمیت واضح کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا کہ:-

> "سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے...... میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں، مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ علیٰ شفا حفرۃ من النار ہے۔ بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔"
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ [illegible] ۱۹۳۶ء)

سادہ زندگی کی اہمیت و افادیت بیان کرنے کے بعد سیدنا حضرت المصلح الموعود نے [illegible] کے سامنے ایک ایسا لائحہ عمل بھی پیش کیا جس کو اختیار کرکے جماعت عملی رنگ میں [illegible] زندگی کے ایک معیار پر قائم ہو سکے۔ اور اپنے آپ کو اسلامی اخلاق اور [illegible] دشمنوں کا [illegible] سکے۔ اس [illegible] حضور نے جو اصولی [illegible] بیان فرمائے بغرض اختصار انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے

سادہ غذا

[illegible] کا اصل مقصد انسان کو [illegible] یعنی بھوک کا مٹانا اور جسم [illegible] کے [illegible] برقرار رکھنا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے بارہ میں اسلام نے ایک اہم نکتہ بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا یعنی بے شک کھاؤ پیو چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر اسراف کی راہوں سے مجتنب رہو [illegible] کھانے کے [illegible] عمدہ [illegible] عمدہ [illegible] پسند نہیں [illegible] قربان [illegible] کی [illegible] میں حضور نے [illegible] فرمائی [illegible]

> "[illegible] کے کھانے [illegible] ...... [illegible] چیزیں [illegible] ...... [illegible]"
>
> ([illegible] خطبہ جمعہ فرمودہ [illegible])

لباس میں سادگی

انسان اپنی [illegible] زندگی [illegible] کا محتاج ہے۔ لباس کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے اسلام کہتا ہے کہ [illegible] ریشا ولباس التقویٰ ذلک خیر (الاعراف) یعنی اصل لباس تو وہ ہے جو تمہارے ننگ کا ستر بھی ہو اور تمہاری شخصیت میں جاذبیت اور وقار بھی پیدا کرے۔ مگر اس معاملہ میں بھی [illegible] اس چیز کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ لباس وہی بہتر ہوگا جس میں تقویٰ کو مد نظر رکھا گیا ہو۔ چونکہ مطالبات تحریک جدید کا اصل مقصد یہ تھا کہ اسلامی تہذیب و اخلاق اور طرز معاشرت کا قیام ہو اس لئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے لباس کے معاملے میں بھی سادگی اختیار کرنے سے متعلق جماعت کو یوں تلقین فرمائی کہ:-

> "لباس میں سادگی بہت ضروری ہے میں نے دیکھا ہے کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بیّن فرق ہے...... درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں [illegible]

کرنے کا موجب ہو سکتا ہے ناپسندیدہ طور پر تفنن پیدا کرنے والا ہے۔ خواہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہو یا دو ہوں"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر فروری ۱۹۳۴ء)

زیورات کی بہتات

مردوں کے لئے سونے اور چاندی کے زیورات پہننے کو اسلام نے ناپسند فرمایا ہے اور سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی گئی ہے۔ مگر چونکہ عورتیں فطرتاً بھی زیور کو پسند کرتی ہیں قرآن کریم نے بھی صرف ینشأ فی الحلیۃ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اسلام نے ان کے لئے زیور پہننے کی اجازت دی ہے لیکن اس میں بھی تقاضائے وقت کو مدنظر رکھ کر حضور نے احباب جماعت کو تاکید فرمائی:۔

"زیور ملک میں صنعت و حرفت کی ترقی میں سخت روک ہیں ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار روپیہ کا بھی زیور رکھ لیتی ہے تو اس کا کوئی کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت پر لگا دیتی ہے اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہنچے گا۔

پس زیورات کے خریدنے میں جس قدر بھی کمی کی جا سکے وہ ملک و قوم کی بہتری کا موجب ہوگی اور ... نہ صرف شریعت کے احکام کی تعمیل کرنے والے ہو سکتے ہیں بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے میں بھی نہایت ممد ثابت ہو سکتے ہیں"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر فروری ۱۹۳۴ء)

بیجا آرائش و زیبائش

اسلام نے ظاہری و باطنی پاکیزگی کو پسند کیا ہے ظاہری پاکیزگی اور خوشنمائی کو بھی پسندیدہ نگاہ سے دیکھا ہے۔ خود رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔ یعنی اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور حسن و جمال کو پسند کرتا ہے۔ مگر ہر وہ چیز جو اپنی حد سے تجاوز کر جائے باوجود بنیادی طور پر مفید ہونے کے مضرت رساں ثابت ہوا کرتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں جس طرح کھانے اور لباس کے معاملہ میں غیر ضروری اور بیجا تکلفات سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح رہائش گاہوں اور مکانات کی آرائش و زیبائش پر بھی بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے جس کا مقصد سوائے اس کے کہ اپنی شان و شوکت اور دولت و ثروت کا اظہار کیا جائے اور کچھ نہیں ... زندگی کا مقصد چونکہ طرز معاشرت کی سادگی ... ہے اس لئے حضور نے جماعت کو اس طرف بھی متوجہ کیا اور فرمایا:۔

"عام حالات میں تبدیلی کے ساتھ اس میں خود بخود تبدیلی ہو سکتی ہے جب غذا اور لباس سادہ ہو گا تو اس میں بھی لوگ خود بخود تبدیلی کرنے لگ جائیں گے پس میں اس عام نصیحت کے ساتھ کہ جو لوگ اس معاہدہ میں شامل ہوں وہ آرائش و زیبائش پر خواہ مخواہ روپیہ ضائع نہ کریں۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر نومبر ۱۹۳۴ء)

شادی بیاہ کے اخراجات میں کمی

شادی ایک مقدس فریضہ ہے جس کا انسانی جسم سے ہی نہیں بلکہ روحانیت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے حتیٰ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شادی کو انسان کے نصف ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا ہے مگر افسوس کہ اس مقدس فریضہ کی بجا آوری میں کئی قسم کے غیر پسندیدہ رسم و رواج اور اسراف سے کام لیا جانے لگا ہے۔ بلکہ فی زمانہ تو شادی بیاہ کی تقریبات کو اپنی جھوٹی عزت و توقیر اور نام و نمود کی نمائش کا ایک بہترین اور نادر موقع سمجھا جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو ایسے رسم و رواج کو پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ یا تو قرضوں کے بوجھ تلے دبتے ہیں یا پھر ناجائز ذرائع عمل میں لا کر تحصیل زر کرتے ہیں تا ہنسی ... تم جلسوں میں ہنسی نہ ہو اس قسم کی رسموں اور عادتوں کا قلع قمع کرنے کے لئے حضور نے جماعت کو یہ ہدایت دی کہ:۔

"شادی بیاہ اور خوشی کے مواقع پر بھی اخراجات میں اصلاح ہو سکتی ہے کہ نئے احوال کے ماتحت اسی سے فائدہ اٹھایا جائے چونکہ یہ جذبات کا سوال ہے اس لئے میں یہ حد بندی تو نہیں کر سکتا کہ اتنے جوڑے اور اتنے زیورات سے زیادہ نہ ہوں ہاں اتنا ضرور ہے کہ تین سال کے عرصہ میں یہ چیزیں کم کر دی جائیں"
(خطبہ جمعہ ۳۰ر نومبر ۱۹۳۴ء)

سینما بینی کی ممانعت

اسلامی تعلیمات کا اصل مقصد انسان کو باخدا انسان بنانا ہے ظاہر ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے انسانی نفس کا دنیاوی علائق اور لغویات سے مجتنب رہنا نہایت ضروری ہے۔ اور ایسی لغویات جو خصوصاً انسان کے اخلاق اور ذہن کو متاثر کریں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مومنوں کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (مومنون) یعنی وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ فی زمانہ سینما بینی، سرکس اور دوسرے تماشے بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔ ہماری نئی نسل اور خصوصاً نوجوان طبقہ ان لغویات کی وجہ سے جس اخلاقی اور ثقافتی گراوٹ کا شکار ہو رہا ہے وہ کسی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ وہ بدترین لعنت ہے جو نہ صرف اخلاقی اقدار پر اثر انداز ہو رہی ہے بلکہ قوم کا ہزارہا روپیہ روزانہ اس پر تباہ ہو رہا ہے۔ اس وقت جبکہ اسلام کو ہر طرح کی مدد درکار ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس قسم کی فضولیات پر روپیہ برباد کرنے کی بجائے اسے خدمت دین میں لگائیں۔ حضرت المصلح الموعود نے اسی مقصد کے تحت جماعت کو یہ تاکیدی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اس کے متعلق میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے اور اس سے کلی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر نومبر ۱۹۳۴ء)

یہی نہیں بلکہ سادہ زندگی کے مطالبہ کے تحت حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم، علاج معالجہ اور دیگر ضروریات زندگی کے سلسلہ میں ... چھوٹے سے چھوٹے اخراجات میں بھی حتی الامکان کفایت شعاری اختیار کرنے اور اسراف سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ مطالبات تحریک جدید میں خدمت اشاعت دین کے لئے جماعت سے مالی مطالبہ بھی کیا گیا

سادہ زندگی کے بارے میں حضور کی جملہ ہدایات سے نہ صرف احباب جماعت کے لئے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لئے ایک معقول مثبت طریق پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی جب زندگی کے ہر شعبہ میں احباب جماعت سادگی کو پیش نظر رکھیں گے تب ان کے لئے جماعت کے مالی جہاد میں حصہ لینا بھی کوئی بھاری نہیں ہوگا۔ اس طرح ایک وقت ان کی دنیا کے ساتھ ان کا دین بھی سنور جائے گا حضور فرماتے ہیں:۔

"ہمیں سپاہیانہ زندگی بسر کرنی چاہیئے اور اپنی زندگی کو تمام قسم کی قیود کے اندر لانا چاہیئے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سادہ زندگی کی طرف متوجہ ہوں اور بجائے اس کے کہ وہ ان قیود کو کم کرنے کی کوشش کریں انہیں چاہیئے کہ زیادہ تعہد کے ساتھ ان مطالبات پر عمل کریں۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ر فروری ۱۹۳۶ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرنے والے ہوں۔ ہمارے اعمال، ہمارا کردار، ہمارا لباس، ہماری گفتگو اور ہماری ہر نشست و برخاست اس رنگ میں رنگین ہو جو خدا کی نظر میں محبوب ہے تا کہ ہم خود سادگی کا مجسمہ بن کر دین متین کی بنیادوں کو مضبوط کر سکیں۔

آمین ثم آمین

درخواست دعا۔ مکرم بابو غلام رسول صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چمبہ آنکھوں میں موتیا بند اترنے کی وجہ سے ایک عرصہ سے تکلیف میں ہیں چند دنوں تک ان کی آنکھوں کا اپریشن ہونے والا ہے۔ احباب جماعت سے کامیاب اپریشن کیلئے درخواست دعا ہے۔

نیز ان کی اہلیہ صاحبہ کو گرنے کی وجہ سے چوٹ آئی ہے ان کی بینائی بھی کمزور ہے۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تکالیف اور مشکلات کو دور فرمائے۔

مرزا وسیم احمد۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مالی دورہ جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ

مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی اے ناظر بیت المال، مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل اور مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال اکتوبر سے جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کا مالی دورہ شروع کر رہے ہیں۔ جماعت وار پروگرام ان کی طرف سے عنقریب آئندہ پرچہ میں شائع کر دیا جائے گا۔

اس علاقہ کی جماعتوں اور عہدیداران اور احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ ان سے پورا پورا تعاون فرمائیں اور اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

"ربوہ میں دو ہفتے"

جماعتِ احمدیہ اور دار الہجرت ربوہ کے متعلق ایک غیر از جماعت تعلیم یافتہ دوست کے تاثرات

گزشتہ دنوں حیدرآباد دکن کے ایڈووکیٹ جناب میر اسد علی صاحب بی اے ایل ایل بی کو ایک کام کے سلسلہ میں ربوہ جانے کا اتفاق ہوا۔ واپسی پر موصوف نے اپنے تاثرات جماعت احمدیہ حیدرآباد کے جلسہ میں بیان فرمائے اور ساتھ ہی ضبط تحریر میں لا کر نظارت دعوۃ و تبلیغ کے توسط سے ہمیں بھی بھجوائے ہیں جنہیں احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

مکرم میر صاحب موصوف "ربوہ میں دو ہفتے" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے ایک سرکاری ضرورت سے ربوہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے جو چیزیں عام افواہ کے خلاف دیکھیں ان کا اظہار سطور ذیل میں کر رہا ہوں تاکہ اسلامی فرقوں میں اتحاد ہو اور دیگر فرق اسلامی اسی اعلیٰ درجہ کی عملی زندگی، تنظیم اور تبلیغ کو اپنائیں وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

"ربوہ" لاہور سے تقریباً سوا سو میل بجانب جنوب مغرب شہر سرگودھا سے قریب دریائے چناب کے کنارے تین جانب چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا واقع ہے جو جماعت احمدیہ کا صدر مقام ہے اور جہاں انڈیا، پاکستان، اور مغربی ممالک کے تنظیمی اور تبلیغی شاندار دفاتر ہیں جو سلیقہ تعمیر، خوبصورت لانس اور پھلواریوں سے مزین ہیں۔ اس موضع کی آبادی پندرہ ہزار بتائی جاتی ہے۔ تقریباً کئی سو مکانات پختہ اور دیدہ زیب ہیں جن میں عصری ضروریات مہیا ہیں۔ مابقی مکانات اوسط درجہ کے ہیں مگر پختہ ہیں۔ آبادی کو ایک پلان کے ماتحت بسایا گیا ہے۔ اس موضع کے بسانے کی ابتداء پندرہ برس پہلے کی گئی۔ اس قلیل عرصہ میں اس قدر ترقی کارکنان جماعت احمدیہ کی سلیقہ شعاری اور انتھک کوششوں کی دلیل ہے۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد قادیان کی اکثر آبادی کو لاہور منتقل ہونا پڑا جو ابتداء اپنے قدرتی حسن سے مالا مال ہے۔ حضرت امام صاحب جماعت احمدیہ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ اپنی جماعت کو لاہور کی رنگینیوں سے دور رکھا جائے۔ حضرت موصوف نے اس انتقال آبادی سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ وہ ایسے مقام پر ہیں جو بلندی پر واقع ہے جس کے نیچے ایک نہر یا دریا بہہ رہا ہے اور قریب ہی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ لاہور آنے کے بعد ایسے مقام کی تلاش کرائی گئی اور ایک سال کی جستجو کے بعد اس مقام کو بعد معائنہ پسند فرمایا اور حکومت سے قریباً ڈیڑھ دو سو ایکڑ اراضی جو ہمیشہ سے ویران رہتی تھی خریدلی۔ زمین بہت شور ہے اور بیشتر مقامات پر کھاری پانی دستیاب ہوتا ہے جو پینے کیلئے ناموزوں اور دیگر ضروریات کے لئے بھی غیر مطبوع ہے۔ اس کے باوجود موجودہ لانس اور پھلواریوں کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے کہ ؏

زمین شور سنبل بر نیارد کون کہتا ہے

ربوہ کی وجہ تسمیہ

ربوہ عربی کا لفظ ہے اور بلندی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہی لفظ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے مستعمل ہوا ہے چونکہ یہ مقام بھی بلندی پر واقع ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت غلام احمد قادیانی، جنہیں مسیح موعود مانا جاتا ہے ان کے خلفاء نے اسی نقطۂ نظر سے یہی نام رکھنا پسند کیا ہو۔

جائے وقوع

ربوہ کی آبادی لاہور سرگودھا کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اس آبادی سے دو تین میل کے فاصلہ پر دریائے چناب بہتا ہے جس پر حکومت کی جانب سے ریل کا پل ہے جس کے اوپر موٹروں اور دیگر سواریوں کے گزرنے کے لئے روڈ بھی تعمیر کی گئی ہے یہ پل لاہور، لائل پور جیسے اہم مقامات کو سرگودھا سے ملاتا ہے۔ ربوہ کی آبادی کی خصوصیت یہ ہے کہ بغیر حکومت کی کسی قسم کی امداد کے جماعت احمدیہ نے اس بستی کو ذاتی فنڈ سے تعمیر کیا ہے۔ سڑکیں، مکانات، بازار وغیرہ جماعت کے ذاتی تعمیر کردہ ہیں۔ اس آبادی میں بھی جیسا کہ پنجاب بھر میں قدم قدم پر ہینڈ پمپس ہیں پانی ہینڈ پمپس سے کثیر مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔ انسانی اور حیوانی ضروریات کے علاوہ باغبانی کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔ حکومت کی جانب سے دریائے چناب سے پانی کی فراہمی کے لئے کوششوں کے آثار پائے جاتے ہیں جس کی تکمیل کے لئے کچھ مدت درکار ہوگی۔ مگر ڈرینیج کا تصور ابھی نصف صدی تک بعید از قیاس ہے کیونکہ اس سے متصلہ اہم مستقر ہائے اضلاع اس سے محروم ہیں۔

آمد و رفت کی سہولتیں

شاہراہ پر ہر وقت بسیں چلتی ہیں جو سرگودھا اور لائل پور اور لاہور کو جاتی ہیں۔ جنہیں آرام دہ اور تیز رفتار ہیں۔ کرائے کم ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ریلوے اسٹیشن بھی ہے جو حال ہی تعمیر ہوا ہے اور مقامی ضروریات کے لئے کافی ہے ریلوے لائن ربوہ کی آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس پر تیز رفتار ٹرینیں بھی چلتی ہیں جو یہاں سے لاہور اور کراچی کو بھی آسانی سے پہنچا سکتی ہے۔ اس لائن پر درمیانی سٹیشنوں تک ریل کاریں بھی چلائی جاتی ہیں۔ ایک ڈاکخانہ اور تار گھر بھی ہے۔ جماعت کے اخراجات سے ایک ہاسپٹل بھی تعمیر کیا گیا ہے جس میں اطراف و اکناف سے لوگ بغرض علاج آتے ہیں۔ یہ ہسپتال قابل ڈاکٹروں کے زیر نگرانی ہے

جغرافیہ

آبادی کے وسط میں ایک سرکلر بازار ہے جس میں سے ۵-۶ سڑکیں نکلتی ہیں۔ اور ان سڑکوں کے اطراف میں دفاتر تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس آبادی میں ۲۳ محلے ہیں اور ہر محلہ میں ایک مسجد ہے جس کی ایک کمیٹی ہے جو آپسی جھگڑوں کے علاوہ محلہ کے لوگوں کے نماز روزہ کی بھی نگرانی کرتی ہے۔ آبادی میں اگرچہ پولیس کی ایک چوکی بھی ہے مگر یہاں کے لوگ اپنے معاملات کے تصفیے محلہ کی کمیٹی سے ہی کرواتے ہیں۔ اور اپیلیں بھی مذہبی دار القضاء میں ہی سماعت کی جاتی ہیں جس میں جماعت کے علماء ہی قاضی ہوتے ہیں۔

سڑکوں کے ہر دو طرف درخت لگائے گئے ہیں جو یہاں کی شدید گرمی میں بہت آرام دہ ثابت ہوتے ہیں۔ بارش کے موسم میں یہاں سڑک سے ہٹ کر چلنا موجب زحمت ہے۔ کبھی پاؤں پھسل جاتا ہے تو کبھی پاؤں چکنی مٹی میں دھنس جاتا ہے جس کے نکالنے کی کوشش میں اکثر اوقات جوتی مٹی ہی میں رہ جاتی ہے گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ سے درختوں کی وجہ سے بارش کے اوسط میں اضافہ ہوا ہے۔

اخلاق و آداب

اڈہ بسیں سے آبادی میں داخل ہونے کے راستہ پر ایک بورڈ لگا ہے کہ

"اندرون آبادی سگریٹ نوشی ممنوع ہے"

کوئی شخص سڑکوں پر یا بازار میں سگریٹ پیتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ بازار میں کسی دوکان پر سگریٹ فروخت ہوتے ہیں۔ آبادی میں منشیات کی دوکانیں نہیں ہیں حتیٰ کہ ایک سینما گھر تک نہ ہے اور جماعت کے لوگ سینما تک نہیں دیکھتے اگر کوئی شخص کسی دوسرے مقام پر سینما دیکھتے ہوئے پایا جائے تو اسے توبہ اور استغفار کی سزا دی جاتی ہے۔ ریڈیو نغمے سنا سکتے ہیں۔ مگر گانا سننے کی ممانعت ہے۔ خوش خلقی، صداقت و دیانتداری یہاں کے لوگوں کا شعار ہے۔ دنیوی معاملات میں بھی راستبازی، احکام خدا اور سنت رسولؐ پر چلنے کی ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ اور ہر کام میں ہر بات میں خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ اس آبادی میں جرائم نہیں ہوتے۔ یہاں کسی مرد کی پرنسپل یہ کہ وہ اپنی تمام زندگی ... کی ... احکامات بھی شعائر اسلامی کی ... سے ... لباس کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔

ربوہ پہنچنے سے پہلے دوست احباب اور ساتھ کے مسافروں نے بتلایا تھا کہ ربوہ میں جنت بنائی گئی ہے جس میں حوریں روشوں پر ٹہلتی اور جھولوں پر جھولتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہاں صرف اسلام کی پابندی ہی دکھائی دی

تعلیمی حالت

جماعت احمدیہ کی اکثریت ایسے اشخاص پر مشتمل ہے جو دنیا کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ زیادہ تر تجارت پیشہ اور سرکاری ملازم ہیں۔ حکومت کے نہایت اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ تبلیغی خدمات میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جماعت کا تعلیمی معیار دیگر جماعتوں سے بلند ہے جس کی وجہ ان کی تنظیم ہے۔ اکثر و بیشتر افراد انگلستان اور امریکہ کے تعلیم یافتہ ہیں جو ملک اور جماعت کی خدمت میں منہمک ہیں۔ مقامی طور پر مدارس ثانوی کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے ڈگری کالج ہیں جن کے طلباء سرکاری امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں عورتوں کے سے دستکاری کا مدرسہ بھی ہے۔ تعلیمی اداروں کی عمارتیں پختہ اور عمدہ ہیں۔ اور

تعلیم دینے والے قابل لوگ ہیں۔ آجکل مغربی اعلیٰ تعلیم کے بعد مذہبی رجحان اور عمل مفقود ہے مگر اس جماعت کا ہر وہ شخص جس نے مغربی اعلیٰ تعلیم انگلستان اور امریکہ میں بھی پائی ہے نہایت خوش اخلاق اور پابند مذہب ہے اور کہیں سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص امریکہ زدہ یا انگلینڈ زدہ ہے۔ باوجود اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ خدمات پر فائز ہونے کے رعونت و تکبر مزاج میں نہیں پایا جاتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو بھی خدا اور مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے ادنیٰ اور متوسط طبقے کو ہوتی ہے۔

مذہبیت

اس آبادی کا چھوٹا بڑا ہر شخص صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے۔ پانچوں وقت مساجد میں نمازیں ہوتی ہیں اور محلہ کا ہر شخص ان میں شرکت کرتا ہے۔ یہاں کا بازار نماز عشاء کے بعد بند ہوتا ہے تو صبح کو ہی کھلتا ہے۔ جمعہ کی نماز واقعی ایسی ہوتی ہے جیسے نماز عید ہوتی ہے کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں مرد و زن سب ہی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ مسجد کا ایک چوتھائی حصہ عورتوں کے لئے مختص ہے مردانہ اور زنانہ حصہ کے درمیان قنات ہوتی ہے حضرت امام صاحب خود پانچوں وقت نماز میں پڑھاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں عبادت کا نظارہ دیکھنے کے قابل بتایا جاتا ہے۔

شادی بیاہ

یہ کام عام طور سے مسلمانوں میں نہ صرف خوفناک بلکہ تباہ کن ہوتا ہے کئی مسلمانوں کے خاندان ایسے ہیں جو شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور ان کی لڑکیاں بن بیاہی رہ جاتی ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ نے اس کام کو نہایت آسان کر دیا ہے۔ ان کے یہاں نہ گھوڑے جوڑے کے بارے میں تکرار ہوتی ہے اور نہ جہیز کے متعلق سوال و جواب۔ دلہن والے اپنی حیثیت سے جو بھی دیں قابل قبول۔ جو کچھ دیا جاتا ہے وہ دلہن کو نہ کہ دولھے کو۔ مسجد میں نکاح کی تاریخ و وقت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ مکان پر دوست احباب جمع ہو جاتے ہیں۔ نکاح ہونے کے بعد شرکاء دولھا دلھن کو دعا دے کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ البتہ ولیمہ حسب حیثیت ضرور کیا جاتا ہے۔ کسی قسم کی رسوم شادی سے پہلے اور بعد میں نہیں کی جاتیں۔ عقد کو ضرورت شرعی تصور کیا جاتا ہے اور اس طرح سے اسراف سے چھٹکارا ہو جاتا ہے شادی کے بعد نہ قرضخواہوں کے تقاضے ہوتے ہیں اور نہ عدالتی ڈگریوں کے تحت گھر کا سامان نیلام ہوتا ہے۔

موت

موت واقع ہونے کی صورت میں مسجد میں اعلان ہو جاتا ہے۔ دوست احباب عزیز و اقارب تعزیت کے لئے گھر پر جمع ہو جاتے ہیں۔ صرف مرنے والے کے لئے کفن اور قبر کے اخراجات حسب حیثیت کئے جاتے ہیں جو زیر بار کرنے والے نہیں ہوتے زیارت دہم اور چہلم کو متعلقہ اشخاص قبر پر جا کر مرنے والے کیلئے دعا کرتے ہیں چہلم کے روز چالیس قسم کے پرتکلف کھانوں سے یہ حضرات محروم ہیں!!

پردہ

اس جماعت کی عورتیں سختی سے پردہ کی پابندی کرتی ہیں گھر سے باہر بغیر برقعہ کے کوئی عورت دکھائی نہیں دیتی

اردو زبان

باوجود پنجابی ہونے کے اس آبادی کے چھوٹے بڑے کی زبان اردو ہے قرآن مجید کی تفسیر اردو زبان میں کئی جلدوں میں چھپ گئی ہے۔ اور بیشتر تصنیفات اردو میں چھپی ہیں۔

جذبۂ ایثار و قربانی

یہ جذبہ اس جماعت میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے جب کبھی جماعت کو اپنی جماعت کے کسی شخص کی ضرورت ہوتی ہے تو خواہ وہ کتنی بڑی پوسٹ پر ہو، حضرت امام صاحب کے حکم کی تعمیل میں اپنے نفع و نقصان کا خیال کئے بغیر فوراً جماعت کی خدمت کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس وقت ربوہ میں کئی ایسے افراد ہیں جو بڑی بڑی ملازمتیں چھوڑ کر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں گو جماعت انکی خدمت کا قلیل معاوضہ دیتی ہے۔ کئی اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جائدادیں جماعت کے حق میں ہبہ کر دی ہیں۔ سر ظفر اللہ خاں کے ایثار اور قربانی کی مثال نہ صرف قابل تعریف ہے بلکہ ہر فرقہ کے صاحب جاہ و ثروت کے لئے قابل تقلید بھی۔ انہیں ماہانہ تیس ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے جس میں سے صرف ایک ہزار روپے وہ اپنے لئے رکھ کر باقی رقم جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے دے دیتے ہیں لنڈن میں انہوں نے پچاس ہزار پونڈ کا ایک ہوٹل خریدا ہے جس کے ایک کمرہ میں وہ رہتے ہیں جس کی صفائی وہ خود کر لیتے ہیں۔ اور اپنا ناشتہ وہ خود پکا لیتے ہیں حتیٰ کہ اپنے روزمرہ کے کپڑے بھی خود دھو لیتے ہیں اور ہوٹل کی پوری آمدنی جماعت کو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مکانات و اراضیات بھی انہوں نے جماعت کو دے دئے ہیں۔ ان کی ایک دختر ہیں جو کسی لکھ پتی کو بیاہی ہیں جو اپنے باپ کی جائداد سے اپنی جائداد میں اضافہ کرنا نہیں چاہتی۔ سر موصوف چار مہینے یو این او کی عدالت میں کام کرتے ہیں۔ چار مہینے تعلیمات اسلامی پر انگلستان میں لیکچر دیتے ہیں۔ اور بقیہ چار مہینے اپنے ملک کے مختلف مقامات میں درس کلام مجید کے سلسلہ میں دورے کرتے ہیں۔ وہ تنہا ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے بڑے سے بڑے آدمی پر لازم ہے کہ وہ کم از کم ایک ماہ مواضعات میں جا کر درس کلام مجید دے۔ اور وہ بھی اپنے صرفہ سے۔ ذرا غور کیجئے کہ ہر سال اپنے کاروبار چھوڑ کر خدمت دین کرنا کس قدر بڑا ایثار و قربانی ہے۔ کیا اس کی مثال دوسرے فرقوں میں مل سکتی ہے؟

تعمیری کارنامے

اس جماعت نے اپنے ۲۳ محلوں میں ہر محلے کے لئے ایک مسجد تعمیر کی ہے اور ایک بہت شاندار مسجد جس کا نام مسجد اقصیٰ ہے، سالانہ اجتماع کے میدان میں زیر تعمیر ہے جس کی تعمیر کے اخراجات اندازاً پانچ چھ لاکھ روپے ایک صاحب خیر نے اپنے ذمہ لئے ہیں۔ اور اپنا نام پردہ اخفاء میں رکھنے کی خواہش کی ہے۔

ربوہ کے علاوہ بیرونی ملک مثلاً امریکہ انگلستان، ڈنمارک، جرمنی، جنوبی افریقہ کے بیشتر ممالک میں جماعت احمدیہ نے مساجد تعمیر کرائی ہیں۔ بیرونی مقامات میں کس قدر اخراجات ہوئے ہوں گے ہر پڑھا لکھا شخص اندازہ کر سکتا ہے۔

قرآن مجید کا یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہندی کا ترجمہ ابھی زیر تکمیل ہے۔ اسلامیات پر کئی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ ایک بڑی شاندار لائبریری کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے

اسلامیات پر مبلغین کو تعلیم دے کر مختلف ممالک کو روانہ کیا جاتا ہے اور وہاں کے طلباء ربوہ کے کالج میں شرکت اور مذہبیات میں درس لینے آتے ہیں۔ جن کے اخراجات جماعت برداشت کرتی ہے۔

تنظیم

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے تعمیراتی کام، تراجم قرآن کریم، تبلیغی اخراجات اور کتب کی طباعت وغیرہ کس فنڈ سے کی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ چھ فیصد سے لے کر دس فیصد تک اپنی آمدنی بطور چندہ جماعت کو دے جس کا اندازہ تقریباً ۵ کروڑ روپے سالانہ ہوتا ہے۔ ان تنظیمی کاموں کے انصرام کے لئے دو دو منزلہ عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں جن کی شاندار عمارتیں ہیں اور ان میں حکومتی طرز پر کام انجام پاتا ہے۔ مختلف محکمہ جات ہیں جن میں اردو، عربی اور انگریزی جاننے والے اہلکار اور عہدہ دار ہیں اور اپنے فرائض منصبی فرض شناسی سے انجام دیتے ہیں۔ اگر کوئی رکن چندہ ادا نہ کرے تو آئندہ اس کا چندہ قبول کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ جو اس کے لئے جسمانی سزا سے کہیں بدتر ہے اور اس کے لئے توبہ و استغفار کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا جاتا ہے اور وہ جماعت کا کارکن متصور ہوتا ہے۔

سزائیں

احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں بھی کئی قسم کی دی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ چندہ لینے سے انکار کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بلحاظ نوعیت جرم، مجرم کو چند دن مسجد میں توبہ و استغفار کرنی پڑتی ہے۔ تیسرے یہ کہ زمانۂ توبہ و استغفار میں دوست احباب عزیز و اقارب حتیٰ کہ بیوی اور بچوں کو بھی مجرم سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ان کا فرض ہے کہ مجرم کی غذا مسجد میں اس کے پاس رکھ کر بغیر بات کئے چلے جائیں۔ قابل صد آفریں ہیں وہ لوگ جو جماعت کے احکام کی اس شدت سے پابندی کرتے ہیں کیونکہ حکومتوں کی عبرتناک سزائیں کے باوجود بھی رعایا جرائم کی حدود کو پھلانگنے اور جرم کرنے کی جسارت کرتی ہے

سالانہ اجتماع

ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں اس جماعت کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ تقریباً اسی ہزار آدمی شرکت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر کثیر تعداد میں لوگ اس چھوٹی سی بستی میں کیونکر ٹھیرائے جاتے ہیں جبکہ سردیاں اپنے شباب پر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں اتنے زیادہ افراد کے کھانے پینے کا انتظام کیونکر کیا جاتا ہے اور یہ انتظام کس قدر محنت کا متقاضی ہے۔ اس اجتماع میں امیر سے امیر اور غریب سے غریب شرکت کرتا ہے اور ہر شخص اس کھانے کو جو حضرت مسیح موعود کے لنگر سے تقسیم ہوتا ہے تبرکاً کھاتا ہے ان لوگوں کا ضبط نفس بھی قابل صد آفریں ہے کیونکہ ان میں ہزاروں افراد ایسے ہوتے ہوں گے جو اپنے گھروں میں نفاست سے کھانے کے عادی ہوں گے۔

مہمان خانہ یا لنگر خانہ

ایک وسیع کمپونڈ میں پختہ مستطیل عمارت ہے جس کے جانب مغرب ایک طویل اور وسیع ڈائننگ ہال ہے اور جانب شمال کئی کمرے ہیں جن میں ایک ایک یا دو دو مہمان ٹھیرائے جاتے ہیں۔ جانب جنوب بڑے بڑے ہال ہیں جن میں طلباء مقیم ہیں۔ بجدہ۔

اور جانبِ مشرق پانچ چھ فیملی کوارٹرز ہیں۔ جن میں ایسے مہمان جن کے ساتھ اہل و عیال ہوں، مقیم رہ سکتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس لنگر خانہ سے سالانہ اجتماع کے خورد و نوش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ملازمین مہمانخانہ منکسر المزاج ہمدرد اور فرض شناس ہیں جو مہمانوں کی ضروریات کی فوری تکمیل کرتے ہیں۔ اس لنگر خانہ سے تمام سال مسافروں، مہمانوں اور طلباء کو تین وقت غذا دی جاتی ہے۔ جس کا سالانہ بجٹ ایک لاکھ بیان کیا جاتا ہے۔

قبرستان

آبادی کے جانب مشرق سڑک کے اس پار پہاڑیوں کے دامن میں قبرستان کے لئے ایک وسیع کمپونڈ بنایا گیا ہے۔ جس میں موجود امام صاحب کے پیشرو کی قبر ہے جن پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ اور جو حملہ سے جانبر تو ہوئے مگر کچھ رگوں کے کٹ جانے سے ان کے حافظہ اور بصارت میں فرق آ گیا۔ اور آخر ش انہوں نے شہادت پائی۔ ان کے مزار مبارک کے اطراف میں پختہ قبریں ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ کتبہ پر مرنے والے کی زندگی کے اہم واقعات کندہ ہیں۔ قبریں سلیقہ سے بنائی گئی ہیں اور قطار در قطار ہیں۔ اس کو خوبصورت بنانے کے لئے پھولوں کے اور سایہ دار درخت لگائے جا رہے ہیں

حضرت امام جماعت

حضرت کے احکام کی تعمیل جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ حضرت موصوف علوم مشرقیہ کے ماہر اور علوم مغربی کی تعلیم انگلستان میں پا کر فارغ التحصیل ہوئے۔ منصب امامت پر فائز ہونے سے بیشتر درس و تدریس میں مشغول رہے اور قبل از خلافت مقامی کالج کے پرنسپل رہے جہاں سے وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ اس وقت سن شریف ساٹھ بااس سے کچھ متجاوز ہوگا۔ دراز قامت گٹھیلا جسم خوبصورت ہنس مکھ چہرہ جس سے تقدس ٹپکتا ہے۔ اپنی جماعت کے تقریباً ہر فرد کی نجی زندگی سے واقف اور اس کے اچھے برے سے باخبر ہیں۔ مزین کردہ سے متصلہ بڑی مسجد میں پانچ وقت نماز پڑھاتے ہیں۔ ما بقی وقت انتظامات مقامی و ممالک بیرونی میں مشغول رہتے ہیں مبلغین کی ساری رپورٹیں بذاتِ خود ملاحظہ فرما کر ہدایات تحریر فرماتے ہیں۔ زیارت کے متمنی ان کی خوش اخلاقی سے پیش آنے اور وسیع معلومات سے ان کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے علاوہ ازیں علوم دینی اور دنیوی اور علم الابدان سے واقف ہیں۔ طب یونانی اور انگریزی سے بھی واقف ہیں۔ باوجود دولتمند اور کثیر جائداد کے مالک ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی جائداد کا معتد بہ حصہ جماعت کی فلاح و بہبود پر صرف فرماتے ہیں۔ کئی زبانوں پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ ان کی مقناطیسی شخصیت اور کردار نے ساری جماعت کو مسحور کر رکھا ہے اور ان کی رہنمائی اور قیادت میں ساری جماعت شریع محمدی پر کار بند اور عامل ہے جماعت کا اخلاقی معیار بہت بلند ہے اور احکام اسلامی کی پابندی کا فی صد تقریباً صد فی صد ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں کے ہر فرقے میں خال خال شخصیتیں پابند شرع ہوتی ہیں مگر جماعت کی جماعت کو اسلامی تعلیمات کا نمونہ بنانا حضرت امام صاحب کی کرامت ہے میرا تمام فرقِ اسلامی سے دست بستہ معروضہ ہے کہ وہ اپنے اندر جماعت احمدیہ کی سی تنظیم، احکام شرع کی پابندی اور تبلیغ اسلام کا جذبہ پیدا کریں اور اپنے علمائے دین کی اطاعت مطلقہ کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام کا دنیا میں بول بالا نہ ہو اور اسلام تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا چہیتا مذہب نہ ہو جائے

ترکِ دنیا کے علائق تو کے سب زاہد
گر مناسب ہو تو اک ترک ریا اور سہی

❖ ❖ ❖

الٰہی بشارت کے تحت ایک سعید روح کا قبولِ احمدیت

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے ❖ ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از مکرم و محترم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

انبیاء کی بعثت بارش سے مشابہت رکھتی ہے۔ نبی کے ظہور کے ساتھ ہی انسانی طبائع میں ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ وقت انتشارِ روحانیت کا وقت کہلاتا ہے۔ اور ہر شخص اپنی اپنی طبیعت کے مطابق اخذ کرتا ہے۔ سعادتمند فرستادۂ حق کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور اپنے فطرتی نور میں اضافہ کر لیتے ہیں۔

ان نورانیت کے دلدادوں کی رہنمائی خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیونکہ اس کی یہی شان ہے کہ وہ اپنے سچے طالبوں کی دستگیری فرمائے اور انہیں ضائع ہونے سے بچائے۔

ہمارے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی رہنمائی فرمائے اور غیب سے ان کی تائید و نصرت کے لئے سامان مہیا فرمائے۔ اس لئے اس نے اپنے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے گویا خدا کے امور کی تائید کرنے والوں پر القاء ربانی ہوتا ہے۔ یہ القاء خواہ توفیق خدمت و تقدیمت کی صورت میں ہو، خواہ قلبی تحریک کے رنگ میں، خواہ خواب و کشف کی صورت میں خواہ الہام و وحی کے رنگ میں۔ یہ تمام صورتیں القاء کے اندر شامل ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر بہت سے نیک فطرت انسانوں کو بذریعہ خواب آپ کی صداقت بتائی گئی۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لوگوں کو بذریعہ دعا اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس طریق کی دعوت دینا بجائے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ کاذب کو کب یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ لوگوں سے کہے کہ میرے بارے میں صاف دل ہو کر خدا سے دریافت کرو استخارہ کرو تم پر حق کھل جائے گا۔ حوالہ کیلئے دیکھیں آپ کی تصنیف "نشانِ آسمانی" چنانچہ سینکڑوں اصحاب نے اس راستہ سے صداقت کو معلوم کر لیا۔ یہ راستہ آج بھی کھلا ہے۔

انجیل میں ہے :-

"خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رؤیا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے بلکہ میں اپنے بندوں اور بندیوں پر بھی ان دنوں میں اپنی روح میں سے ڈالوں گا اور وہ نبوت کریں گی۔"

(اعمال ۲ : ۱۷-۱۸)

انجیل کی یہ پیشگوئی بھی اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہے۔ راستبازوں کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہیں اور خداوند عالم الغیوب کا تازہ کلام بھی ینصرک رجال ... حرف بحرف پوری شان سے پورا ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں میں سے ایک کثیر تعداد ایسے اصحاب کی ہے جنہیں خواب کشف اور الہام کے ذریعہ اس سلسلہ کی طرف رہنمائی ہوئی۔ اور یہ سلسلہ جب سے کہ جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے بڑی شان اور عظمت سے جاری و ساری ہے اور ہر سال کئی لوگ اسی ذریعہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ہماری ایک بہن نے احمدیت کو قبول کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ جن کی بیعت کی کیفیت اور سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا ایمان افروز واقعہ قارئین کرام کی روحانی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے تا سعید روحوں کے لئے باعث کشش و جذب ہو اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور الٰہی سلسلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کریں۔ اللّٰھم آمین۔

حیدر آباد (آندھرا پردیش) سے محترم مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب ابن محترم مکرم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم یادگیری اپنی تازہ تحریر میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"یہ جو بیعت فارم ارسالِ خدمت ہے سرکاری وکیل صاحب مکرم محمود علی صاحب کی لڑکی کا ہے۔ وہ لڑکی ہمارے مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم کی لڑکیوں کی کلاس فیلو تھی۔ انہیں ایک عرصہ سے تبلیغ کی جا رہی تھی۔ ایک لمبے عرصہ سے جناب محمود علی صاحب وکیل میرے زیرِ تبلیغ ہیں۔ بیعت کنندہ موصوفہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ "ایک عجیب اور خوبصورت بستی ہے جو وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ وہاں ہر جگہ خوشیاں منائی جا رہی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ اتنے میں حضور علیہ السلام ایک گلی سے تشریف لا رہے ہیں کسی عورت نے حضور علیہ السلام سے لڑکی کا تعارف کروایا حضور علیہ السلام نے لڑکی کے سر پر مسکراتے ہوئے ہاتھ رکھا اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر ایک اونچے پہاڑ پر لے گئے۔ موصوفہ کا کہنا تھا کہ حضور کا چہرہ

اتنا نورانی تھا کہ میری آنکھیں تاب نہ لا سکیں۔ چہرہ سراپا نور تھا لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ کون بزرگ تھے" یہ خواب دیکھنے کے بعد عجیب پریشانی تھی کہ یہ حضور علیہ السلام کون تھے۔ مجھے پھول کا ہار کیوں پہنایا۔ میرے سر پر محبت و شفقت کا ہاتھ کیوں رکھا۔ یہ خواب مارچ ۱۹۶۶ء میں انہوں نے دیکھا تھا۔ ہم لوگ جب قادیان سے واپس لوٹے تو میں قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد کتب ساتھ لایا تھا جو اخرض تبلیغ جناب محمود علی صاحب ایڈوکیٹ کو دیں۔ ان میں ایک رسالہ جو کراچی سے نکلتا ہے "ریبوئل اجتماع کے نام سے" وہ بھی دیا تھا۔ اس رسالے میں جب اس لڑکی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی فوٹو جو رنگین ہے اور پھول کے ہار پہنے ہوئے ہے دیکھی۔ دیکھتے ہی لڑکی بیساختہ کہنے لگی یہی وہ بزرگ ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پھر مسرت سے تصویر کو چومنے لگی۔ . . . لڑکی کے والدین نے لڑکی کو بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ . . . .

خاندان میں صرف وکیل صاحب کی لڑکی ہی ہے جس نے احمدیت قبول کی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ "ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔" ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ موصوفہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ موصوفہ کے تمام عزیز و اقربا ابھی اس سعادت سے محروم ہیں حتیٰ کہ ان کے والدین بھی اس چشمۂ صافی سے دور ہیں لہٰذا محترم وکیل صاحب پر حق و صداقت کھلنے کے لئے بھی کثرت سے دعا فرمائی جائے۔

محترم محمد محمود علی صاحب وکیل مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن پر عمل کرتے ہوئے اپنی بچی کو بطیب خاطر اور فراخدلی سے اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی مسیح محمدی کے دامن سے وابستہ فرمائے۔

بالآخر احباب جماعت سے یہ گزارش کرونگا کہ وہ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ خلافتِ ثالثہ کے دور کو بہت بابرکت فرمائے اور اس مبارک دور میں احمدیت کو شاندار ترقیات عطا ہوں اور حضور کا مبارک وجود تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

انسپکٹر صاحب تحریکِ جدید کا دورہ کشمیر

جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل بطور انسپکٹر تحریکِ جدید ماہ تبوک (ستمبر) سے علاقہ کشمیر کی تمام جماعتوں کا مالی دورہ شروع کریں گے اور اپنی تاریخ آمد سے خود مطلع کرتے رہیں گے۔ ان کا دورہ رشی نگر سے شروع ہوگا اور وہاں سے ماندجن، شورت، کنی پورہ، اوگام، یاڑی پورہ اور ملحقہ جماعتوں سے ہو کر ہاری پاری گام ہوتے ہوئے ۳۰ ستمبر کو سرینگر پہنچیں گے۔ امید ہے وصولی چندہ و وصولی وعدہ جات سال نو اور مالی حصہ تحریکِ جدید میں جو احباب شامل نہیں انہیں شامل کرنے میں عہدیدار اور احباب تعاون کرکے ثواب حاصل کریں گے

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

وقفِ جدید کا مالی سال ختم ہو رہا ہے

جملہ امراء اور صدر صاحبان فوری طور پر اس چندے کی طرف توجہ فرمائیں

احبابِ جماعت کو علم ہوگا کہ وقفِ جدید کا مالی سال فتح (دسمبر) کے مہینے میں اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی تک بہت سی جماعتیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے باوجود یاددہانیوں کے اپنے بجٹ کو پورا نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وعدہ کرنے والے سست ہوتے ہیں بلکہ وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے پاس یا تو عہدیداران وقت پر جا کر وصول کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور یا پھر ان کی جماعت میں باقاعدگی اور تنظیم کے ساتھ چندوں کی وصولی کا مؤثر انتظام نہیں ہے ان دونوں صورتوں میں عہدیداران جماعت پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقامی نظام کو مؤثر اور بہتر بنائیں اور کوشش کریں کہ دورانِ سال ہی میں دوستوں سے ان کے وعدہ جات کے مطابق چندہ وصول کر لیا جائے۔ آخری ایام میں بالخصوص اس سال جبکہ رمضان المبارک اور جلسہ کی مصروفیات ہوں گی، چندوں کے لئے تنگ وقت ملے گا۔ اس لئے عہدیداران صوم کا یہ فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے رمضان المبارک سے قبل ہی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

وصایا

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت پر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو اطلاع دے تاکہ منظوری سے قبل اس اعتراض پر غور کیا جا سکے ——— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۸۸ - میں مہرالدین ولد شیخ محمد عمر صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر تیس سال تاریخ بیعت ۱۹۴۹ء ساکن سکندرآباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۴/۱۹۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرا کاروباری سرمایہ بفضلہ تعالیٰ دس ہزار روپیہ ہے اور میری ماہوار آمد تین صد روپیہ ہے۔ میں اپنی آمد اور اس جائداد کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت آئندہ جو منقولہ و غیر منقولہ جائداد پیدا ہوگی اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میں اپنی زندگی میں جائداد کا حصہ بالاقساط ادا کرنے کی کوشش کرونگا اور ہر سال اپنی آمد کا حساب بھی بھجواتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین العبد مہردین مکان نمبر ۲۱۸-۱-۱۱

Malangada سکندرآباد۔ گواہ شد احمد حسین نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

گواہ شد سراج الحق انسپکٹر بیت المال قادیان مقیم حیدرآباد

وصیت نمبر ۱۳۶۹۰ - میں فاطمہ بیگم زوجہ مہرالدین صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن سکندرآباد۔ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۴/۱۹۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد صرف پانصد روپیہ مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ماسوا ایک انگوٹھی اور بالیوں کے جو طلائی ہیں اور وزنی قریباً ڈیڑھ تولہ ہیں جو قیمتی دو صد روپیہ ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میری یہ وصیت آئندہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر بھی حاوی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامتہ فاطمہ بیگم

گواہ شد مہرالدین خاوند موصیہ گواہ شد صالح محمد الہ دین نائب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد

وصیت نمبر ۱۳۶۹۱ - میں ساجدہ بیگم زوجہ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سکندرآباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۴/۱۹۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائداد دو ہزار روپیہ مہر بذمہ خاوند اور دو صد روپیہ کا زیور طلائی (بالیاں وغیرہ قریباً سوا تولہ وزنی) ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری یہ وصیت آئندہ پیدا کردہ جائداد پر بھی حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین یارب العالمین۔

الامتہ ساجدہ بیگم معرفت الہ دین بلڈنگ سکندرآباد۔ گواہ شد یوسف احمد الہ دین خاوند موصیہ۔ گواہ شد علی محمد الہ دین (ایم اے)

وصیت نمبر ۱۳۷۰۲ - میں رافعہ خاتون اہلیہ سید محمد سرور صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر چھبیس سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ کوڈ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۸/۶/۱۹۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائداد صرف ذیل کی ہے میری آمد کوئی نہیں

۱۔ طلائی کنگن دو عدد وزنی ڈیڑھ تولہ۔ چوڑیاں چار عدد وزنی دو تولہ جھمکہ دو عدد وزنی پون تولہ۔ ایک ہار وزنی دو تولہ۔ کل وزن سوا چھ تولہ قیمتی ایک ہزار چالیس روپیہ ایک عدد انگوٹھی قیمتی چالیس روپیہ

۲۔ مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ

میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات پر مزید جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

الامتہ سیدہ رافعہ خاتون گواہ شد سید محمد سرور خاوند موصیہ گواہ شد سید منظور احمد صدر جماعت احمدیہ بھوبنیشور

اداریہ ——— بقیہ صفحہ نمبر دو

چین میں ایک لاکھ ۸۰ ہزار اور اس کے تین برس بعد جاپان میں ڈیڑھ لاکھ افراد اسی طرح مارے گئے۔ ۱۹۳۵ء میں بھارت میں کوئٹہ میں بھونچال آیا جس کی یاد ابھی بھی کئی لوگوں کے دماغ میں تازہ ہے۔ اس میں چھ ہزار افراد لقمۂ اجل ہو گئے۔ اتنا بڑا بھونچال، اس کے بعد ابھی تک کہیں نہیں آیا۔

لیکن ۱۹۶۵ء کے بعد بھی دُنیا میں پانچ ایسے بھونچال آچکے ہیں جن میں مرنے والوں کی تعداد ۱۰ ہزار سے زیادہ تھی۔ ایک ہزار سے زیادہ افراد کے جان لیوا بھونچال پچھلے ۳۰ برسوں میں ہی ۱۸ آچکے ہیں۔

گذشتہ دس برسوں میں ایران کا آخری بھونچال ہی سب سے زیادہ تباہ کن رہا ہے۔ پُورے چھ سال ہوئے یکم ستمبر ۱۹۶۲ء کو اس دیش میں اسی طرح دس ہزار اشخاص موت کے مُنہ میں چلے گئے تھے۔" (پرتاپ ۴ ستمبر ۱۹۶۸ء)

مندرجہ خبروں اور پرتاپ کے جامع نوٹ سے یکے بعد دیگرے حسب ذیل تین نتائج نکلتے ہیں:۔

۱۔ سائنس کی حیرت انگیز ترقی اور ایجادات کے باوجود تا حال معلوم نہیں ہو سکا کہ زلازل کا حتمی سبب کیا ہے۔ حتیٰ کہ ہواؤں کے انداز سے کسی خطہ میں بارش برسنے اور طوفان اُٹھنے کا قیاس کر لینے والے بڑی جدوجہد کے باوجود کسی مقام پر زلزلہ آنے کا قبل از وقت حساب لگانے سے قاصر و عاجز ہیں۔ چہ جائیکہ زلازل کی قطعی روک تھام یا اُن کی کثرت کو کنٹرول میں لانے کے ذرائع عمل میں لا سکیں۔

۲۔ بمقابلہ پہلے وقتوں کے اس زمانہ میں زلازل غیر معمولی طور پر کثرت سے رُونما ہو رہے ہیں۔ اور بڑے ہی بربادی افگن ثابت ہوئے ہیں۔

۳۔ ایران کا حالیہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ تھا انہیں کا ایک حصہ ہے جسے انسانی کمزوری کے سبب اُسی طرح برداشت کر لیا جائے گا جس طرح پہلے آنے والے زلازل کے وقت کیا گیا ——— !!

یہ ہے سائنس کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود قُدرت کے سامنے انسان کا واضح عجز اور اس کی بے بسی !! مگر تعجب ہے کہ یہی لوگ مثلاً کسی بیمار کے علاج معالجہ کے سلسلہ میں کسی ایک قسم کے ڈاکٹر سے علاج کروانے پر بیماری کو لا علاج قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ ایک کے بعد دوسرے ماہر کے پاس پہنچتے ہیں آخر وہ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟ وہ جانتے ہیں کہ اگر کسی بیماری کا علاج مثلاً یونانی میں نہیں مل سکا تو آیورویدک میں ہوگا اگر وہاں سے جواب ملا تو ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر علم کا اپنا اپنا تجربہ اور دائرہ عمل ہے۔

جب دُنیا والوں کا اپنا یہ حال ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ زلازل کے سلسلہ میں سائنسدانوں کے عجز کے بعد کسی دُوسرے پہلو پر غور نہ کیا جائے۔ جبکہ اس موقعہ پر ایسے زبردست حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں جن سے انکار ممکن نہیں۔ اور اس راہ کی نشان دہی کرنے والے ایسے وجود ہیں جن کے بتلائے ہوئے کسی طریق پر عمل کرنے سے انسان کو کبھی بھی نامرادی اور محرومی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ہماری مراد اس سے وہ روحانی بزرگ ہستیاں ہیں جن سے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں رہا۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا نظریہ یہ ہے کہ فی زمانہ ایسے ہولناک بربادی افگن زلازل وغیرہ قسم کی آفاتِ سماوی و ارضی کی کثرت کا اصل باعث یہ ہے کہ دُنیا والے بگڑ گئے۔ زمین پر انسانیت سوز حرکات عمل میں آنے لگیں۔ بداعمالیوں اور گناہوں کا ایک مہیب سیلاب اُمنڈ آیا۔ ان کی کثرت نے خالقِ کائنات خداوند ذوالجلال کے غضب کو بھڑکا دیا۔ جوں جوں گناہ اور بدکرداریوں میں اضافہ ہو رہا ہے قدرتی حوادث بھی اپنی کمیت و کیفیت میں شدت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

زمین والوں کی یہ خوش قسمتی تھی کہ ایسی ہولناک تباہیوں کا سلسلہ جاری ہونے سے قبل بڑے ہی واشگاف الفاظ میں دُنیا کو رُوحانی اصلاح کی طرف توجہ دلا دی گئی۔ اور بتا دیا گیا کہ اگر ایسا نہ کروگے تو تباہی اور بربادی تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

قرآن کریم جو اعلیٰ درجہ کی رُوحانی کتاب ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس عجیب نُکتہ کو بڑی ہی وضاحت سے بیان فرمایا کہ ایسی شدید تباہیوں سے قبل رحیم و کریم خدا کی طرف سے متنبہ کرنے والے فرستادے بھیج دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس تنبیہ کے باوجود دُنیا اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ نہیں ہوتی، تو خدا کا غضب زمین پر بھڑکتا ہے اور تباہی و بربادی کی شکل میں اُس کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ پس یقین جانو کہ اس زمانہ کے زلازل اور طرح طرح کی آفات بھی اُسی عذاب کا حصہ ہیں جو دُنیا میں اخلاقی اور رُوحانی پہلو سے خطرناک طور پر بگاڑ پیدا ہو جانے کی صُورت میں نازل ہو رہی ہیں۔

اس بات پر ناقابلِ تردید تاریخی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان بھیانک زلازل کی کثرت سے قبل عین وقت پر قادیان کی سرزمین میں مامور من اللہ مبعوث ہوا۔ آپ نے دُنیا کو اصلاح کی طرف متوجہ کیا مگر دُنیا والوں نے آپ کی بات کو بہرے کانوں سُنا اور آج اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ مثلاً مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۹۰۵ء میں انذار فرماتے ہوئے بڑے ہی محبت کے ساتھ مخاطب کر کے فرمایا ؎

دوستو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گُم ہو گئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

نہ صرف ایک دفعہ بلکہ بار بار آپ نے دُنیا کو جھنجھوڑا اور نیکی کی راہ دکھائی۔ اسی طرح کے زبردست انذار میں سے آپ کی کتاب "حقیقۃ الوحی" صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷ میں وہ واضح انذار بھی ہے جس کی عبارت متعدد بار شائع کی جا چکی ہے۔ کاش دُنیا مامور من اللہ کی بروقت تنبیہ سے فائدہ اُٹھاتی اور ان المناک تباہیوں سے بچ جاتی۔

مگر چونکہ دُنیا اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں، اس لئے خدائی غضب کا یہ سلسلہ بھی چلتا چلا جا رہا ہے بلکہ دُنیا کے سروں پر تو ایک ہیبتناک عالمگیر تباہی بھی منڈلا رہی ہے جس کی طرف کتاب حقیقۃ الوحی کی اسی عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال یورپ میں جا کر ان قوموں کو (جو فی زمانہ ساری دُنیا کی گویا قیادت کر رہی ہیں) نہایت واشگاف الفاظ میں تنبیہ کر دی تھی کہ اگر اصلاح نہ کی گئی تو تیس سال تک دُنیا اس بڑی ہیبت ناک تباہی کا شکار ہو جائے گی۔ اور جو اس سے بچیں گے وہ تیزی سے خدا کی طرف رجوع کریں گے۔ اور یہی دن اسلام کے غلبہ کے ہونگے !!

پس خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس عبرتناک تباہی کے رونما ہونے سے پہلے پہلے اصلاح کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور دانشمند ہے وہ جو چھوٹے چھوٹے جھٹکوں سے عبرت پکڑتا اور اپنے تئیں بُرے انجام سے بچا لیتا ہے !!

چمبہ (ہماچل پردیش) میں تبلیغ و تربیت کی غرض سے مجالس (بقیہ صفحہ ۱)

زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہاں کے بسنے والے اس نُور سے منور ہوں۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

شکریہ احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی چمبہ میں تشریف آوری پر مختلف انتظامات کے سلسلہ میں جماعت کے نوجوانوں نے بڑے خلوص اور محبت کے ساتھ تعاون کیا۔ خصوصیت سے مکرم مرزا حسین بیگ صاحب مکرم محمد اعظم صاحب۔ مکرم محمد افضل صاحب۔ محمد اشرف صاحب، عبدالغنی صاحب اور محمد پرویز صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ کہ انہوں نے انتظامی معاملات میں بہت زیادہ ہاتھ بٹایا۔ حضرت میاں صاحب کی رہائش کا انتظام ریسٹ ہاؤس میں کیا گیا۔ لیکن بعد میں کنور گلاب سنگھ صاحب کا ڈلہوزی سے ڈی۔ سی۔ صاحب کو فون آنے پر سرکٹ ہاؤس میں جگہ دی گئی تھی لیکن ہم چونکہ پہلے ریسٹ ہاؤس میں انتظام کر چکے تھے اس لئے میاں صاحب وہیں ٹھہرے۔ میں اس موقعہ پر مکرم ڈی۔ سی صاحب اور کنور گلاب سنگھ صاحب اور دیگر تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انتظامی معاملات میں تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اظہار تشکر

میری بچی عزیزہ شیریں پروین سلمہا ایم۔ اے کی تقرری (ویمنس کالج پٹنہ) بہ لیکچررشپ کے اعلیٰ عہدہ پر ہو گئی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ مبلغ پندرہ روپے شکرانہ فنڈ میں بھجواتے ہوئے ان تمام بھائیوں اور بزرگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنی خصوصی دعاؤں میں عزیزہ کو یاد رکھا۔ جزاہم اللہ۔ نیز اسی طرح میرا لڑکا عزیز سید ممتاز احمد سلمہ خدا کے فضل سے میڈیکل کالج دربھنگہ میں زیر تعلیم ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی برکات سے نوازے آمین۔

خاکسارہ رضیہ رضا
پٹنہ — بہار

وفات حضرت مولوی بی عبد اللہ صاحب مالاباری فاضل

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

ابھی بذریعہ برقیہ حضرت مولوی بی۔ عبد اللہ صاحب مالاباری فاضل کی وفات کی اندوہناک خبر ملی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ خاکسار ۱۹۲۲ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پانے کے لئے آیا تو آپ اُس وقت آخری مدارج میں زیر تعلیم تھے۔ بہت عمدہ صحت کے مالک تھے۔ جسم لمبا اور چھریرا تھا۔ مدرسہ احمدیہ کی اوّلین ہاکی ٹیم کے بہترین کھلاڑی تھے۔ احمدیہ ٹورنامنٹوں میں شرکت کرتے تھے۔ متقی اور پارسا طبع۔ متین اور باوقار تھے۔

آپ شمالی مالابار کے مقام پینگاڈی میں یکم تاریخ (جنوری) کو ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ میں جماعتِ احمدیہ کے بہترین بزرگ اساتذہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ۔ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ ہلال پوری فاضل اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ سے آپ نے فیض تعلیم و تربیت پایا۔ اگرچہ مالابار کا علاقہ علومِ اسلامی کا گڑھ ہے لیکن آپ کا اعلیٰ علم مخالف علماء کو ہمیشہ سرنگوں کرتا رہا۔ اور وہ آپ سے مرعوب ہی رہے۔ مالابار کے علاقہ کا ابتدائی زمانہ شدید مخالفتوں کا زمانہ تھا۔ اس علاقہ کے اس اوّلین مولوی فاضل نے جس نے مبلغینِ جماعت کی تعلیم بھی مکمل کی تھی، اپنی بے جگری۔ محنت۔ اسوۂ حسنہ۔ اخلاص۔ بے نفسی۔ انکسار اور محبت و شفقت اور بے پایاں جذبۂ اعلائے کلمۃ اللہ سے احمدیت کو فروغ دیا اور احمدی احباب کی تربیت کی۔ اپنی مادری زبان میں احمدیت کے متعلق لٹریچر پیدا کیا جس سے سیلون کے ہم زبان لوگوں میں بھی تبلیغ ہوئی۔ اور اس خاطر مرکز سے بار بار آپ کو وہاں بھجوایا جاتا رہا۔

آپ نے قریباً چہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ قریباً دو سال قبل بعارضہ فالج بیمار ہوئے۔ اور بالآخر اسی مرض سے جاں بحق ہوئے۔ تاریخ احمدیت میں آپ کی خدمات جلیلہ زندہ جاوید رہیں گی۔ قریباً ۳۵ سال آپ نے نہایت سرگرمی سے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ گو آغاز ۱۹۵۵ء میں ساٹھ سال کی عمر ہونے پر قاعدہ کے مطابق آپ نے پنشن پائی لیکن آپ کی خدمات کی ضرورت کی وجہ سے پھر بھی خدمت پر لگا رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ہر دو اہلیہ اور تمام اولاد اور دیگر اعزّہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے اور اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اس بزرگ کے انتقال سے سلسلہ احمدیہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا فرمائے اور اُن کے امثال کثیر تعداد میں سلسلہ احمدیہ کو ہمیشہ میسر آتے رہیں۔ آمین۔

سہ ماہی دوم اور احبابِ جماعت کا فرض

جیسا کہ ہر احمدی پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ جماعتِ احمدیہ تبلیغی۔ تعلیمی۔ تربیتی اور خدمتِ خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے۔ اور یہ سارے کام احباب جماعت کے تعاون اور اُن کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندوں کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم اور ضروری اُمور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ ہوگا۔

نظارت ہذا کی طرف سے ہر ماہ لازمی چندہ جات اور دُوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی وصولی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران کو اخبار بدر۔ سائیکلوسٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

سالِ رواں کی سہ ماہی دوم شروع ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد کم ہوئی ہے۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے۔ مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا کی رضاء کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر ..... اپنے مال کو چھوڑ کر اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

نیز فرمایا کہ:۔

"یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمتِ دین کا موقعہ ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

اسی طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ جتنا چندہ تم دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا۔ اور دُنیا کی ساری دولت کھچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائیگی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ دُنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیج دئے جائیں۔ اور ساری دُنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دُنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

پس مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیدارانِ جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فیصدی وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے لئے مؤثر کارروائی کریں اور سہ ماہی دوم کی وصولی کو پورا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔

جلسہ سالانہ بھی اب قریب آرہا ہے احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف بھی فوری توجہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دُعا

★ میرے والد مکرم ڈاکٹر بشیر الدین صاحب بھاگلپوری ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں جملہ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ خاکسار امۃ الحی شاکرہ۔

★ محترمہ میر بانو صاحبہ اہلیہ مکرم سعید احمد صاحب بعارضہ گنٹھیا بیمار ہیں یہ دوست غیر احمدی ہیں اور اپنی اہلیہ کی مکمل صحت یابی کے لئے جملہ احبابِ جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار دل محمد تتی دہلی